عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

## مسلم ممالک کا اتحاد وقت کا تقاضا!

جلد: ۴۵ | ۱۲ تا ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ، مطابق یکم تا ۷؍ فروری ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۵

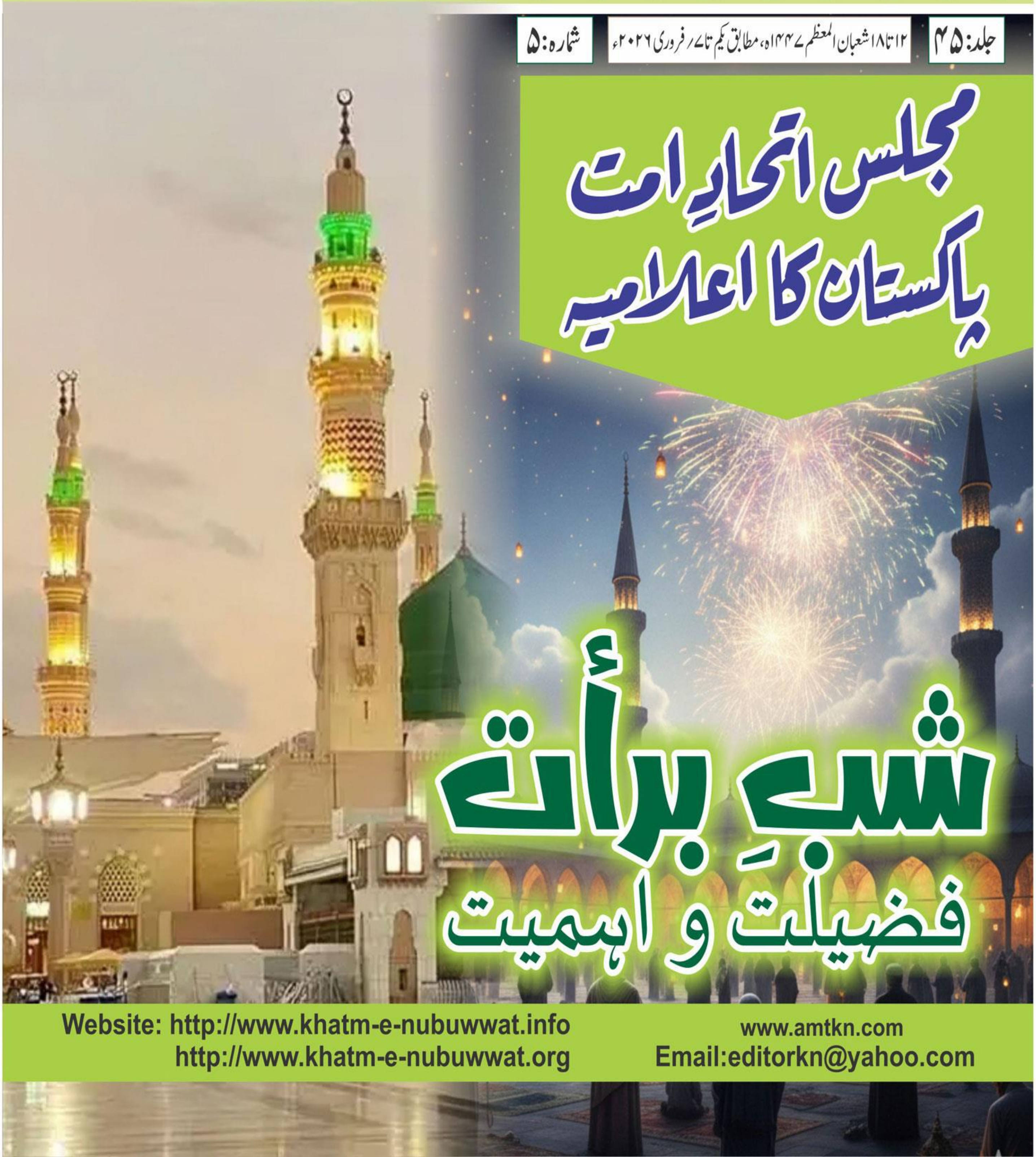

## مجلس اتحادِ امت پاکستان کا اعلامیہ

# شبِ برأت
## فضیلت و اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

## نوزائیدہ بچہ کے کان میں اذان اور اقامت کہنا

س:.....میں نے کسی سے سنا ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان اور اقامت کہنا کہیں سے ثابت نہیں، اور نہ ہی اس کی کوئی روایت ملتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ کسی صحابی سے۔ میں یہ بات سن کر بہت حیران ہوا! کیا یہ درست ہے؟

ج:.....نوزائیدہ بچہ کے کان میں اذان دینا صحیح حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں نماز والی اذان دی، جب حضرت فاطمہؓ کے یہاں اُن کی پیدائش ہوئی۔ اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن اور صحیح ہے، اور اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

”وعن أبی رافع قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أذّن فی أذُن حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) حین ولدتہ فاطمۃ (رضی اللہ عنہا) بالصلوۃ۔ رواہ الترمذی و أبو داؤد وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح۔“

(مشکوٰۃ، ص: ۳۶۳، باب العقیقہ، الفصل الثانی)

جبکہ اس کے علاوہ دیگر مرفوع احادیث سے (اگرچہ وہ سنداً ضعیف ہیں) بائیں کان میں اقامت کہنا بھی ثابت ہے۔ اس لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت اور مستحب ہے، چنانچہ ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجرؒ نے کہا کہ نماز کے علاوہ اذان کہنا سنت ہے، جیسے نومولود کے دائیں کان میں اذان کہنا اور بائیں کان میں اقامت کہنا:

”قال ملا علی القاری وقال ابن حجر..... الأذان الذی یسنّ لغیر الصلاۃ کان فی أذُن المولود الیمنی و الاقامۃ فی الیسریٰ۔“

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ، ص: ۱۴۴، ج: ۱)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

## مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۵ — ۱۲ تا ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۴۷ھ مطابق یکم تا ۷ رفروری ۲۰۲۶ء — شمارہ: ۵

## اس شمارے میں!

| عنوان | صفحہ | مصنف |
|---|---|---|
| مسلم ممالک کا اتحاد.... وقت کا تقاضا | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| مجلس اتحادِ امت پاکستان کا اعلامیہ! | ۷ | ادارہ |
| شب برأت.... فضیلت واہمیت | ۱۲ | مولانا ابوجندل قاسمی |
| حضرت مولانا مفتی مختار الدینؒ کی رحلت | ۱۴ | مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ |
| ستائیسویں آئینی ترمیم | ۱۷ | مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ |
| حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ | ۱۹ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| حضرت حاجی عبدالوہابؒ | ۲۱ | ″ ″ ″ ″ |
| معراج جسمانی پر دلائل (۳) | ۲۴ | مولانا عبدالحکیم نعمانی |

## سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

## تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

## بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

## زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

# عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

## قسط: ۱۵۴ فصل:.... ۸ھ کے واقعات

۴:....اسی سال جب حضرت ابراہیمؓ کی ولادت ہوئی تو دایہ کے فرائض حضرت سلمیٰؓ نے انجام دیئے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابورافعؓ کی اہلیہ تھیں، ولادت کے بعد حضرت سلمیٰؓ نے اپنے شوہر حضرت ابورافعؓ کو بتایا اور انہوں نے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غلام مرحمت فرمایا، اس غلام کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

۵:....اسی سال جب حضرت ابراہیمؓ کی ولادت ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا اِبْرَاھِیْم'' کے خطاب سے سلام عرض کیا۔

۶:....اسی سال کے آغاز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، ان کا سنِ ولادت ۳۰ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یعنی نبوّت سے دس سال قبل۔

۷:....اسی سال حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ عطیہؓ سے جو دیگر خواتین کے ساتھ حضرت زینبؓ کو غسل دے رہی تھیں، فرمایا: ''تین، پانچ، سات بار یا اس سے زیادہ جتنا تم سمجھو، اسے بیری کے پتوں اور پانی سے نہلاؤ، اور آخری باری میں اس میں کافور ملالو'' جب وہ غسل سے فارغ ہوئیں تو انہیں تہہ بند عطا کرکے فرمایا: ''یہ اس کے کفن کے اندر کی جانب پہناؤ'' یہ مشہور قول ہے کہ جو صحیح مسلم میں مذکور ہے، اور دُوسرا قول یہ ہے کہ یہ حضرت اُمِّ کلثومؓ کی وفات کے موقع پر فرمایا تھا۔

۸:....اسی سال جمادی الاولیٰ میں حضرت زید بن حارثہ الکلبی، جعفر بن ابی طالب الہاشمی اور عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہم سریہ موتہ میں ملکِ شام میں شہید ہوئے، تفصیل سرایا کے ابواب میں سریہ موتہ کے ذیل میں گزر چکی ہے، اور حضرت جعفرؓ کا سنِ ولادت اور ان کے اسلام لانے اور ان کی ہجرت کا واقعہ ۵ نبوّت کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

۹:....اسی سال یہ معجزہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کے شہید ہوجانے کی خبر صحابہ کرامؓ کو مدینہ میں دی، حالانکہ مدینہ اور موتہ کے مابین ۲۸ دن کی مسافت ہے۔

۱۰:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے حق میں، جو موتہ میں شہید ہوئے تھے، فرمایا کہ: ''میں نے انہیں جنت میں یاقوت کے دو بازوؤں کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے دیکھا ہے۔''

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# مسلم ممالک کا اتحاد..... وقت کا تقاضا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

دنیا گزشتہ ڈھائی سالوں سے چھوٹی بڑی جنگوں کے گھیرے میں ہے۔ اکتوبر ۲۰۲۳ء میں فلسطین پر اسرائیلی قبضے کے خلاف حماس کا طوفان الاقصیٰ شروع ہوا، جو دو سال تک جاری رہنے کے بعد تقریباً اکتوبر، نومبر ۲۰۲۵ء میں اختتام پذیر ہوا۔ اس دوران ایران و اسرائیل اور پاکستان و بھارت کے درمیان بھی مختصر جنگیں ہوئیں، جب کہ روس اور یوکرائین کے درمیان ایک طویل جنگ بدستور جاری ہے۔ ۲۰۲۵ء کے آخر میں ایران کی گرتی معیشت کے خلاف وہاں کے تاجروں نے احتجاج شروع کیا تھا، جو شروع شروع میں تو زیادہ مؤثر نہیں تھا کہ اسی دوران ۳/جنوری ۲۰۲۶ء کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اچانک جنوبی امریکا میں واقع ملک وینزویلا پر رات کی تاریکی میں فوجی کارروائی کی اور صدر نکولس مادورو کو اس کی بیوی سمیت خواب گاہ سے اغوا کرلیا۔ امریکا نے ان پر الزام لگایا کہ وہ ڈرگ کی سپلائی اور اپنے ملک کے شہریوں کے قتل عام میں ملوث تھے، چنانچہ انہیں قیدیوں والا لباس پہنا کر جیل میں ڈالا اور نیویارک کی عدالت میں ان پر مقدمہ چلانے کی غرض سے انھیں پیش کیا گیا اور عدالت نے سماعت منظور کرتے ہوئے مارچ ۲۰۲۶ء کی تاریخ مقرر کی۔

اس کارروائی سے حوصلہ پا کر امریکا نے ایران میں حکومت کے خلاف مظاہرین کو شہ دینا شروع کر دی ہے کہ وہ ڈٹے رہیں، امریکا حکومت گرانے میں ان کی مدد کرے گا۔ اب تک کی صورتِ حال کے مطابق امریکا، اگرچہ بظاہر ایران پر حملہ کرنے سے رک گیا ہے، لیکن اندیشہ ہے کہ کہیں گزشتہ ایران، اسرائیل جنگ کی طرح اچانک حملہ نہ کردے اور اپنی من پسند حکومت وہاں لے آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈنمارک کو گرین لینڈ پر بھی قبضہ کرنے کی دھمکی دے چکا ہے۔

امریکا کے ان اقدامات سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی نظر میں اقوام متحدہ، عالمی قوانین، بین الاقوامی اصولوں اور معاہدوں کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی وہ عالمی قوانین کو خاطر میں لاتا ہے۔ کیونکہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اپنی زبانی کہہ چکا ہے کہ: ”انھیں عالمی قانون کی کوئی پروا نہیں، فوج کو کسی بھی وقت کسی بھی ملک پر حملے کا حکم دے سکتا ہوں، میری اپنی سوچ اور اخلاقیات کی اپنی حدود ہیں اور اسی کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔“ اس سے قبل اس کے بارہ میں مشہور تھا کہ وہ کاروباری ذہنیت کا حامل ہے، جنگوں کے خلاف اور عالمی امن کا علم بردار ہے، لیکن اس کارروائی اور اس کے بیان سے دنیا پر عیاں ہوگیا کہ وہ سب خواب تھا اور وہ درحقیقت ڈنڈے کے زور پر امن قائم رکھنا چاہتا ہے، یعنی جو ملک اس کی ہاں میں ہاں نہیں ملائے گا تو اس پر وہ حملہ کر دے گا، جس سے عالمی امن ہر وقت خطرہ سے دوچار رہے گا۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ بغیر تحقیق اور بغیر کسی ثبوت کے وینزویلا کے صدر پر الزامات لگا کر انھیں تو اٹھا لیا گیا، لیکن اسی امریکا کا لے پالک اسرائیل امریکا ہی کی پشت پناہی اور ہلہ شیری سے فلسطین میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کر چکا ہے، جنگ بندی کے باوجود آج بھی اس کے قتل وغارت

کا سلسلہ تھما نہیں ہے اور وہ بدستور فلسطینیوں کے قتل عام کی اپنی پالیسی اور روش پر عمل پیرا ہے، حالانکہ اسرائیلی صدر نیتن یاہو کے خلاف عالمی عدالت نے گرفتاری کے سمن تک جاری کر رکھے ہیں، اسی طرح نیویارک کا نو منتخب میئر ظہران ممدانی بھی اسرائیلی صدر کے نیویارک داخلے پر گرفتاری کا اعلان کر چکا ہے، لیکن امریکی صدر نہ صرف سفاک اور انسانیت کے قاتل اسرائیل کی پشت پناہی کرتا ہے بلکہ اقوام متحدہ میں اپنی ویٹو پاور استعمال کرتے ہوئے اس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی تک کو روک دیتا ہے۔ ایک طرف وینزویلا ہے، جو فلسطین کی کھلم کھلا حمایت کر چکا ہے اور دوسری جانب فلسطینیوں کا قاتل اسرائیل ہے، دونوں کے ساتھ امریکا کا امتیازی سلوک اس بات کا غماز ہے کہ دراصل کہانی کچھ اور ہے۔

قرائن، حالات اور اخباری اطلاعات سے پتا چلتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ وینزویلا تیل کی دولت سے مالا مال ملک ہے، جس کے بڑے خریداروں میں چین اور روس شامل ہیں۔ امریکا کی نظر اس معدنی خزانے پر ہے۔ امریکا بظاہر اس کا تاجر اور حقیقت میں غاصب بن کر وہ دنیا بھر کی معیشت کو اپنے دامِ تزویر میں لینا اور پھانسنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف وہ مشرق وسطیٰ کی سیاست کی لگام میں بھی اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے، اسی لیے اس نے ایران میں احتجاج کنندہ مظاہرین کو اپنی مدد کی یقین دہانی کرائی ہے اور سابق شاہِ ایران کے پوتے کو منصبِ حکومت پر لانے کا عندیہ دے رہا ہے۔ امریکا کے یہ توسیع پسندانہ عزائم اس وقت پوری دنیا کے امن کے لیے خطرہ بن چکے ہیں، کیونکہ وینزویلا پر حملہ اور ایران و گرین لینڈ کو دھمکیوں کے بعد کیسے کہا جا سکتا ہے کہ امریکا کسی بھی لمحے کہیں بھی شب خون نہیں مار سکتا؟ خصوصاً چھوٹے ممالک اور ایٹمی صلاحیت سے محروم ملکوں کے لیے تو خطرات اور زیادہ بڑھ جائیں گے۔ خدانخواستہ کوئی بڑی جنگ چھڑ گئی تو وہ عالمی جنگ کا روپ دھار سکتی ہے، جس سے ایک پوری نسل انسانی تباہ و برباد ہو جائے گی۔

۱۹۴۵ء میں جاپان پر ایٹمی حملوں کے بعد سے دنیا بھر کے لیے امریکا کا وجود خطرے کا باعث بنا ہوا ہے، یہ عفریت عالمی امن قائم کرنے کے نام پر تیسری دنیا کے ملکوں میں گھستا ہے اور کئی سالوں پر محیط تباہی پھیر کر اس ملک سے نکلتا ہے اور پھر جھوٹا بیانیہ بنانے کے بعد دوسرے ملک اور خطہ میں گھس کر وہی کارروائیاں کرنے لگ جاتا ہے۔

ایران کو اس جانب بھی توجہ دینی چاہیے جو اس کے بارہ میں مشہور ہے کہ ایران دوسرے ممالک کے اندر مداخلت اور پراکسیز کراتا ہے جس سے دنیا کے امن کو کافی نقصان پہنچا ہے، آج وہی ایران اپنے ملک میں امریکا کی مداخلت اور پراکسی وار کا سامنا کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کوئی بھی ملک ہو جب وہ دوسرے ملکوں کے اندر کسی حکومت مخالف گروہ کو کمک فراہم کرتا ہے تو خود اپنے لیے ہی گڑھا کھودتا ہے، جس میں ایک نہ ایک دن خود اس میں گرتا ہے۔ حال ہی میں ایرانی صدر نے مسلم ممالک کے اتحاد میں اپنی شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا ہے، جو کہ وقت کا تقاضا بھی ہے، جس سے امید کی جا سکتی ہے کہ ان شاء اللہ! مستقبل میں تاریخ کا دھارا تبدیل ہو جائے گا۔

عالمی سطح پر حالات کے گھمبیر ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا ملک پاکستان خود ہی اپنے اندرونی مسائل سے دوچار ہے، حال ہی میں قبائلی علاقہ جات میں جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رکھنے والے ایک اور عالم دین کی شہادت کا سانحہ پیش آیا ہے، جب کہ سیکورٹی اداروں کے اہلکاروں کے ساتھ کالعدم ٹی ٹی پی کی جھڑپیں بھی بڑھتی جا رہی ہیں، جس سے سیکورٹی کے جوان اور پولیس اہل کار آئے دن شہادتیں پیش کر رہے ہیں۔ بظاہر وطن عزیز کے لیے یہ بھی مشکل صورتِ حال ہے۔ اللہ کرے کہ یہاں جلد امن کا بول بالا ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے علمائے کرام، فوجی جوانوں اور سپاہیوں کی شہادتوں کو قبول فرمائے اور ان کے اہل خانہ کی کفالت و کفایت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، اور ہمیں ملکی سالمیت کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین!

### تمام مکاتب فکر اور دینی تنظیموں کا مشاورتی و علمی نمائندہ اجتماع

# مجلس اتحادِ امت پاکستان کا اعلامیہ

ادارہ

اس مجلس کا مشاورتی و علمی نمائندہ اجتماع یکم رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۲/ دسمبر ۲۰۲۵ء بروز پیر بعد از نماز مغرب میجسٹک ہال شارع فیصل کراچی میں منعقد ہوا۔ جس میں مشترکہ غور و فکر کے بعد دس نکاتی اعلامیہ جاری کیا گیا جو افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین ہے۔

تمام مکاتب فکر کے علماء اور مختلف دینی جماعتوں اور تنظیموں کا یہ اجتماع مندرجہ ذیل امور پر مکمل اتفاق رائے رکھتا ہے:

۱:... آئین پاکستان دفعہ 277 کی رو سے حکومت پر لازم ہے کہ وہ ملکی قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنائے اور کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہ بنائے۔ اس غرض کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی مکمل سفارشات تیار کی ہوئی ہیں۔ آئین کی رو سے ان کو پارلیمنٹ میں پیش کرکے ان کے سلسلے میں قانون سازی حکومت کی ذمہ داری ہے، لیکن افسوس ہے کہ سالہا سال گزرنے کے باوجود اب تک انہیں پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا گیا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نفاذ شریعت کو اولیت دے اور یہ سفارشات پارلیمنٹ میں پیش کرکے ان کے مطابق قانون سازی کی جائے۔

۲:... ملک میں اسلامی قوانین کے جاری اور غیر اسلامی قوانین کے خاتمے کے لیے موثر ترین ادارہ ”وفاقی شرعی عدالت“ اور سپریم کورٹ کی ”شریعت اپیلٹ بنچ“ ہے۔ آئین کی رو سے وفاقی شرعی عدالت میں تین علماء جج ہونے چاہئیں، لیکن عرصہ دراز سے یہ عدالت علماء ججوں سے خالی ہے، نیز شریعت اپیلٹ بنچ میں بھی علماء کی موجودگی ایک سوالیہ نشان ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ان عدالتوں کی طرف رجوع کی شرح بہت کم ہوگئی ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کے مطابق علماء ججوں کا تقرر یقینی بنایا جائے۔

۳:... آئین کی چھبیسویں ترمیم کا یہ ایک مستحسن فیصلہ تھا کہ ملک سے ربا (سود) کے مکمل خاتمے کے لئے ایک معین مدت مقرر کردی گئی تھی جو 31/دسمبر 2027ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اور یکم جنوری 2028ء سے سودی نظام کو مکمل ختم کرکے اسلامی مالیاتی اور بینکاری نظام کو نافذ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک سے تمام بینکوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ مذکورہ مدت میں اپنے تمام مالی معاملات کو سود سے پاک کرلیں۔

لیکن اس دوران اس مبارک عمل کو سبوتاژ کرنے اور رکاوٹیں ڈالنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ باوثوق ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وزارت قانون کی طرف سے ایک یادداشت تیار کی گئی ہے جس میں ان بینکوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے جن میں غیر ملکی افراد کی حصہ داری (شیئر ہولڈنگ) ہے اور باوثوق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بڑے بینکوں کی اکثریت کو استثناء دے بھی دیا گیا ہے۔ اس استثناء کی وجہ اس تحریر میں یہ بتائی گئی ہے کہ کچھ بین الاقوامی معاہدات کا یہی تقاضا ہے۔

ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کو برتری حاصل ہے اور جو کوئی غیر ملکی کمپنی پاکستان میں کام کرتی ہے، اسے پاکستان کے قانون کے تابع رہ کر ہی کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایک مسلّم اصول ہے کہ بین الاقوامی معاہدات جب تک پارلیمنٹ کے ذریعے قانون نہ بن جائیں، انہیں دستور اور قانون پر بالاتری حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ عذر کسی طرح قابل قبول نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ جاری رکھنے کے مرادف ہے۔

ان حالات میں یہ اجتماع متفقہ طور پر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ دستور میں سود ختم کرنے کی جو مدت مقرر کی گئی ہے اس پر لفظاً و معناً مکمل طور

سے عمل کیا جائے۔

۴:...حال ہی میں دستور پاکستان میں ستائیسویں ترمیم انتہائی عجلت میں منظور کی گئی ہے۔اس ترمیم میں متعدد امور عدلیہ کی آزادی پر قدغن کے حکم میں ہیں،لیکن ایک بات قرآن وسنت سے صراحتاً متصادم ہے اور وہ یہ کہ صدر مملکت اور افواج پاکستان کے بعض اعلیٰ مناصب پر فائز افراد کو نہ صرف ان کی مدتِ کار میں بلکہ تاحیات ہر قسم کی فوجداری کاروائی سے مکمل استثناء دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کام چھوڑنے کے بعد بھی زندگی بھر وہ ہر قسم کے جرم کی باز پُرس سے آزاد رہیں گے۔ یہ استثناء قرآن کریم کے بالکل خلاف ہے جس نے یہ دوٹوک ہدایت عطا فرمائی ہے کہ: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ۔'' (النساء:۱۳۵)

ترجمہ:''اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔''

شعارِ نبوت تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں عین حالتِ جنگ میں خود اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا، خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد میں اپنے آپ کو عدالت میں فریق ثانی کے ساتھ مساوی حیثیت میں پیش کر کے بلاامتیاز اور شفاف عدل کا نمونہ پیش کیا۔

ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ''بنیان مرصوص'' کے معرکہ میں کامیابی پر افواج پاکستان مبارک باد کی مستحق ہیں لیکن ان کے اعلیٰ مناصب کو استثناء دینا ان کے مناصبِ جلیلہ کے شایانِ شان نہیں ہے بلکہ ان کے کردار پر دھبہ لگانے کے مرادف ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا آئین سن 1973ء سے تمام حلقوں کی طرف سے متفقہ چلا آرہا تھا، ستائیسویں ترمیم کی بناء پر آئین کو بھی متنازعہ بنادیا گیا ہے، لہٰذا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس ترمیم کو منسوخ کیا جائے یا قومی مشاورت اور پارلیمنٹ کے اتفاق سے دستور پاکستان کی روح کے مطابق ڈھالا جائے، کیونکہ دستور کسی قوم وملت کا اجماعی میثاق ہوتا ہے۔

۵:...جون 2025ء میں اسلام آباد دارالحکومت کے علاقے کے لیے ایکٹ نمبر 11 نافذ کیا گیا ہے، اس میں اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکے یا لڑکی کے نکاح کرنے، کرانے اور نکاح پڑھانے کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے لیے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اندیشہ ہے کہ یہ قانون تمام صوبوں سے بھی منظور کرایا جا سکتا ہے، جبکہ سندھ کی حکومت پہلے ہی ایک ایسا قانون بنا چکی ہے۔

یہ اجلاس واضح الفاظ میں قرار دیتا ہے کہ یہ قانون قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام میں نکاح کی کوئی عمر مقرر نہیں ہے۔ بالخصوص بلوغ کے بعد جو ہمارے ملک میں عموماً بارہ سے پندرہ سال کی عمر تک ہو جاتا ہے، کسی شخص کے لیے نکاح پر پابندی عائد کرنا موجودہ ماحول میں ناجائز تعلقات اور زنا کاری پر آمادہ کرنے کے مرادف ہے، لہٰذا اس اجلاس کا متفقہ مطالبہ ہے کہ اس وفاقی قانون اور سندھ کے پابندی کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔

۶:...ٹرانس جینڈر ایکٹ سن 2018ء میں نافذ ہوا تھا جسے وفاقی شرعی عدالت نے قرآن وسنت کے خلاف قرار دے دیا تھا، لیکن حکومت نے اس کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ میں اپیل دائر کردی جو ابھی تک زیر التواء ہے، جس کے نتیجے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ معطل ہے، اور قانون فی الحال جوں کا توں موجود ہے، البتہ شنید ہے کہ پارلیمنٹ کی کوئی کمیٹی اس میں ترمیم پر غور کر رہی ہے۔

یہ اجلاس واضح الفاظ میں یہ قرار دیتا ہے کہ تخلیقی طور پر جس شخص کی جنس مشتبہ ہو، اسے اسلامی اصطلاح میں ''خنثیٰ'' کہا جاتا ہے اس کے لیے شریعت میں مفصل احکام موجود ہیں جن میں یہ بھی داخل ہے کہ اسے معاشرے میں باعزت شہری کے طور پر تسلیم کیا جائے اور اس کی بے عزتی سے پرہیز کیا جائے اور اس کے تمام جائز حقوق ادا کئے جائیں۔

لیکن ''ٹرانس جینڈر'' کی اصطلاح جس معنی میں مغرب کی طرف سے گھڑی گئی ہے اس کا ''خنثیٰ'' سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ٹرانس جینڈر کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مذکر یا مونث ہونے کا فیصلہ اپنی حیاتیاتی یا تخلیقی بنیاد پر نہیں، بلکہ خود اپنی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر کرسکتا ہے، یہ درحقیقت ہم جنس پرستی کو لائسنس دینے کے لیے ایک مخفی دروازہ ہے،

مغرب نے انسان کی اصناف صرف مرد، عورت اور خنثیٰ کی حد تک محدود نہیں رکھیں، بلکہ انسانی کی بہت سی اصناف بنادی ہیں جنہیں LGBTQ کہا جاتا ہے اوران میں مزید اضافہ ہورہا ہے، اسلامی معاشرے میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۷:...یہ اجتماع اس بات پر یقین رکھتا ہے اورعلماء کی طرف سے اس کا بار بار اعلان کیا گیا ہے کہ ملک میں حالات کی اصلاح اور شریعت کے نفاذ کے لیے صرف پُرامن آئینی جدوجہد ہی واحد راستہ ہے اوراس غرض کے لیے مسلح جدوجہد نہ موجودہ حالات میں اسلام کا تقاضہ ہے نہ مصلحت شریعت کا، اس وقت متعدد بیرونی طاقتیں ملک کو کمزور کرنے اور داخلی انتشار کے ذریعے اس کو تقسیم کرنے پر تلی ہوئی ہیں، ایسے حالات میں کوئی مسلح جدوجہد چاہے وہ اسلام کے نام پر ہو یا قومیت کے نام پر اس کا فائدہ صرف ملک دشمن عناصر ہی کو پہنچ سکتا ہے لہٰذا ہم ایک بار پھر ملک میں مسلح کاروائیوں کی مذمت کرتے ہیں، البتہ حکومت سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان شورشوں کو ختم کرنے کے لیے جائز مطالبات پر عمل بھی کرے اوراس مسئلہ کو بہادری کے ساتھ حکمت اورتدبر کے ذریعہ حل کرے۔

۸:... یہ اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان اور امارت اسلامیہ افغانستان کے درمیان موجودہ کشیدہ حالات پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے، یہ صورتحال دونوں ملکوں کے مفاد میں نہیں ہے اوراس سے صرف اسلام دشمن قوتوں اور بھارت کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم امارت اسلامیہ افغانستان سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی سرزمین کو ان مفسد اور تخریب کار گروہوں اور طبقات کی آماجگاہ نہ بنائے جو وہاں دستیاب سہولتوں سے فائدہ اٹھا کر پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی کی کاروائیاں کررہے ہیں۔

قوموں اور ملکوں کے مسائل باہمی مکالمے سے حل ہوتے رہے ہیں اور اب بھی اس کا قابل عمل اور قابل قبول دیرپا حل یہی ہے۔ لازم ہے کہ دونوں ممالک کی اعلیٰ ترین قیادت مل بیٹھے اور مزید کسی نقصان کے بغیر سارے مسائل کا مثبت اور قابل عمل حل نکالا جائے تاکہ دونوں پڑوسی برادر ممالک کے تعلقات معمول پر آئیں اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ دونوں ممالک کے درمیان نقل و حمل اور تجارت کا سلسلہ جاری رہے، ان میں دونوں ممالک کا فائدہ ہے اور ماضی کی اچھی باتوں کو یاد رکھا جائے اور ناخوشگوار باتوں سے صرف نظر کیا جائے، یہی دونوں کے ملکی، ملی، قومی اور اسلامی مفاد میں ہے۔

۹:...آج کا یہ تمام مکاتب فکر کا نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی مدارس و جامعات کے ساتھ کیے گئے میثاق اوراس کی بنیاد پر نافذ ہونے والے قانون پر لفظاً و معناً عمل کیا جائے اوراس میں نت نئی رکاوٹیں نہ پیدا کی جائیں۔ حکومتی اداروں کے اپنے بعض اعداد وشمار کے مطابق تقریباً تین کروڑ بچے اسکولوں سے باہر بیٹھے ہیں، ریاست وحکومت ان کی تعلیم کا انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ ایسے میں دینی مدارس و جامعات کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے کہ یہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اور قومی خزانے پر بوجھ نہ ڈالتے ہوئے دینی و عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ کفالت کا بھی انتظام کرتے ہیں اور بڑی تعداد میں طلبہ و طالبات ان اداروں میں زیر تعلیم ہیں۔ یہ ادارے انہی علاقوں سے جہاں آج شورش ہے، قوم کے بچوں کو لاکر پاکستان کے محب وطن شہری اور اچھے مسلمان بناتے ہیں، شرح تعلیم میں اضافہ کرتے ہیں۔

ہم یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس و جامعات اپنے نظام تعلیم اور نصاب کے لیے پہلے کی طرح آزاد رہیں گے، دینی مدارس و جامعات نے کسی بھی حکومت وقت کے لیے نہ پہلے مسائل پیدا کیے ہیں اور نہ اب کریں گے اور حکومت ان اداروں کو اپنا حریف سمجھنے کے بجائے اپنا حلیف سمجھے، کیونکہ تعلیم کا فروغ اور ملک وملت کا مفاد ہم سب کے درمیان قدر مشترک ہے۔

یہ اجتماع اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن کا قانون بننے کے بعد بھی ان کی رجسٹریشن عملاً بند ہے اور انہیں ناشائستہ تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے، حالانکہ وہ قومی خزانے پر ایک روپے کا بوجھ ڈالے بغیر لاکھوں طلبہ اور طالبات کو نہ صرف تعلیم دے رہے ہیں بلکہ اُن کے ذریعے خدمت خلق کا کام ان جگہوں پر بھی ہورہا ہے جہاں حکومت کی بھی پہنچ نہیں ہے۔

ہم یہ بات دوٹوک الفاظ میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کا بنیادی کام

شریعت حق کی تعلیم ہے جس کے ذریعے حکومت سمیت کسی بھی حلقے کی ترغیب و تحریص یا کسی قسم کے دباؤ کے بغیر مستند اور حق گو علماء پیدا کرنا ہے۔ اس لئے ان کا اپنے نصاب و نظام میں مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ہونا ضروری ہے اور دینی مدارس کسی ایسے اقدام کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گے جو ان کے ان بنیادی اہداف کے راستے میں رکاوٹ ہو، اور ان کو ایسے کسی نظام میں داخل ہونے پر مجبور کرنا سراسر زیادتی اور متفقہ قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں عرصے سے مزاحمت اور زبردستی پر آمادہ ہے، ملک پہلے ہی مسائل کا شکار ہے، ایسے حالات میں اس تنازعے کو پالتے رہنے سے مسائل مزید الجھیں گے اور یہ ملک کے لئے سخت مضر ہوگا۔ مدارس پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ عصری تعلیم نہیں دیتے، اول تو اس وقت بیشتر مدارس اپنے وسائل کے تحت دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی دے رہے ہیں اور ان کے طلبہ سرکاری بورڈوں کے امتحانات میں پوزیشن لے رہے ہیں، اور جہاں اس کی کمی ہے دینی مدارس اسے خود اپنی ضرورت سمجھ کر اس کے لئے کوشاں ہیں۔

دوسرے یہ ادارے قرآن وحدیث اور اسلامی فقہ کی تعلیم کے لئے مختص ہیں، ضروری عصری تعلیم کے بعد اگر ان کا سارا زور قرآن و حدیث اور فقہ پر ہو تو اسپیشلائزیشن اور تخصصات کے اس دور میں اس کی حکمت ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی لاء کالج سے یہ مطالبہ کرنا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ماہرین کیوں پیدا نہیں کرتا، ایک لغو مطالبہ ہے۔ لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ عصری تعلیم کا شوشہ دراصل انہیں حکومت کے ماتحت کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے تا کہ علماء اور اہل مدارس کو دینی معاملات میں حق گوئی سے روکا جاسکے۔

یہ متفقہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ مدارس ایسی کسی کاوش کو کسی قیمت پر قبول نہیں کریں گے۔

۱۰:...یہ اجتماع بیت المقدس اور فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کی دل وجان سے نہ صرف حمایت کرتا ہے، بلکہ اس بات کو ہر مسلمان کا فریضہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کی حد تک اس مقصد کے حصول کے لیے کسی کوشش سے دریغ نہ کرے، اگرچہ ظاہری سطح پر جنگ بندی کا اعلان ہو گیا ہے، لیکن اسرائیل کی طرف سے بے گناہوں کو نشانہ بنانے اور ان کو امداد پہنچانے میں رکاوٹیں ڈالنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ایسے حالات میں مسلمان ملکوں سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی افواج وہاں بھیج کر حماس کو غیر مسلح کریں، متعدد مسلمان حکومتیں اس سے انکار کر چکی ہیں اور اب پاکستان پر دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔

یہ اجتماع پوری تاکید کے ساتھ حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حماس کو غیر مسلح کرنے کے لیے اپنی افواج کو بھیجنے سے گریز کرے اور اس سلسلے میں کسی دباؤ میں نہ آئے۔ الحمدللہ پاکستان کی افواج جذبۂ جہاد سے آراستہ ہیں اور انہیں آزادئ بیت المقدس یا آزادئ فلسطین کی کسی مقدس جدوجہد کے خلاف کھڑا کرنے کا تصور بھی قوم کے لیے ناممکن ہے۔ اس سازش سے ملک کو محفوظ بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے جس کا ہم پُرزور مطالبہ کرتے ہیں۔

## فہرست علمائے کرام و معزز شخصیات

- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
- حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب
- حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب
- حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب
- حضرت مولانا محمد یاسین ظفر صاحب
- حضرت جناب شجاع الدین صاحب
- حضرت علامہ سیّد ریاض حسین نجفی صاحب
- حضرت مولانا سیّد حامد سعید کاظمی صاحب

۞... حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب
۞... حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب
۞... حضرت مولانا راشد سومرو صاحب
۞... حضرت ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب
۞... حضرت مولانا عبدالقیوم ہالیجوی صاحب
۞... حضرت مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب
۞... حضرت علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب
۞... حضرت مولانا امداد اللہ صاحب
۞... حضرت مولانا عبدالحق ثانی صاحب
۞... حضرت مولانا سعید یوسف صاحب
۞... حضرت مولانا پیر نورالحق قادری صاحب
۞... حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب
۞... حضرت علامہ صاحبزادہ محمد ریحان امجد نعمانی صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب
۞... حضرت قاری محمد عثمان صاحب
۞... حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی صاحب
۞... حضرت مولانا محمد سلفی صاحب
۞... حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب
۞... حضرت مولانا ڈاکٹر محمد زبیر اشرف عثمانی صاحب
۞... حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب
۞... حضرت مولانا عبدالستار صاحب
۞... حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب
۞... حضرت مولانا احمد افغان صاحب
۞... حضرت علامہ یاسر نواز صاحب
۞... مولانا عبدالکریم عابد صاحب
۞... علامہ سیّد فیاض حسین نقوی صاحب
۞... حضرت مولانا سمیع الحق سواتی صاحب

۞... حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب
۞... حضرت مولانا عبدالوحید صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی اویس ارشاد صاحب
۞... جناب بابر قمر عالم صاحب
۞... حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب
۞... حضرت سیّد حماد اللہ شاہ صاحب
۞... حضرت مولانا خلیل احمد اعظمی صاحب
۞... حضرت مولانا راحت علی ہاشمی صاحب
۞... حضرت مولانا منظور مینگل صاحب
۞... حضرت مفتی یوسف قصوری صاحب
۞... حضرت مولانا انس عادل صاحب
۞... حضرت مولانا محمد غیاث صاحب
۞... حضرت علامہ احمد ربانی صاحب
۞... حضرت مولانا قاری اللہ داد صاحب
۞... حضرت علامہ اکرام سیالوی صاحب
۞... حضرت مولانا ڈاکٹر قاسم محمود صاحب
۞... حضرت علامہ ثاقب صدیق گلستان صاحب
۞... حضرت علامہ شعیب معینی صاحب
۞... حضرت نصیر الدین سواتی صاحب
۞... حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب
۞... حضرت مولانا عابد مبارک صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی جان نعیمی صاحب
۞... حضرت مولانا شاہ اویس نورانی صاحب
۞... حضرت مولانا محمد یونس صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب
۞... حضرت مولانا مفتی محمد الیاس رضوی صاحب
۞... حضرت مولانا عبداللہ نجیب صاحب
۞... پروفیسر ڈاکٹر فرید الدین قادری صاحب

# شبِ برأت..... فضیلت واہمیت

مولانا ابوجندل قاسمی

ماہِ شعبان کی پندرہویں شب ''شبِ برأت'' کہلاتی ہے، برأت کے معنی ''رستگاری و چھٹکارا'' کے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: شب برأت کو شب برأت اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں دوقسم کی برأت ہوتی ہے: (۱) ایک برأت تو بدبختوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (۲) دوسری برأت خدا کے دوستوں کو ذلت و خواری سے ہوتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین،ص ۴۵۶)

نیز فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے اس روئے زمین پر عید کے دو دن (عیدالفطر وعیدالاضحیٰ) ہیں، اسی طرح فرشتوں کے لیے آسمان پر دو راتیں (شبِ برأت و شبِ قدر) عید کی راتیں ہیں۔ مسلمانوں کی عید دن میں رکھی گئی؛ کیوں کہ وہ رات میں سوتے ہیں اور فرشتوں کی عید رات میں رکھی گئی؛ کیوں کہ وہ سوتے نہیں۔

(غنیۃ الطالبین،ص ۴۵۷)

احادیث شریفہ میں شب برأت کی بہت زیادہ فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، جن میں سے چار حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

**(۱) بے شمار لوگوں کی مغفرت:**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (بنوکلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں)۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ۳۳۹/۳)

**(۲) صبح تک اللہ تعالیٰ کی ندا:**

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو؛ اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوعِ فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟ کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتے رہتے ہیں: یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ص۹۹، شعب الایمان ۳/۳۷۸، حدیث ۳۸۲۲)

**(۳) کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی:**

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ جھانکتے ہیں یعنی متوجہ ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۹۹، شعب الایمان للبیہقی: ۳/۳۸۲)

**(۴) پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی:**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں کہ: پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) جمعہ کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدین کی راتیں۔ (شعب الایمان ۳/ ۳۴۲، حدیث ۳۷۱۳)

اس خاص موقع پر کن کاموں کو کس طریقے پر کرنا چاہیے اور کن امور سے پرہیز کرنا چاہیے؟ ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

**(۱) شب برأت میں عبادت کریں:**

اس سلسلے میں چند باتیں پیشِ نظر رہنی ضروری ہیں:

(الف): نفلی عبادت تنہائی میں اور اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے؛ لہٰذا شب برأت کی عبادت بھی گھر میں کریں، مسجد میں نہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔‘‘

(بخاری شریف ۱/ ۱۵۸)

’’اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بناؤ یعنی نوافل گھر میں ادا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔‘‘

(تحفۃ القاری ۳/ ۵۰۷)

(ب) اس رات میں (اسی طرح شب قدر میں بھی) عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں؛ ذکر و تلاوت، نفل نماز، صلاۃ التسبیح وغیرہ کوئی بھی عبادت کی جاسکتی ہے۔

(ج) اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق عبادت کرنی چاہیے، اتنا بیدار رہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی بیمار ہو جائے۔

(د) پورے سال فرض نماز کا اہتمام کیا جائے، صرف شب برأت میں نفلی عبادت کر کے اپنے کو جنت کا مستحق سمجھنا باطل خیال ہے، یوں اللہ تعالیٰ مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہے جس کو چاہے معاف کرسکتا ہے۔

(ھ) بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں ایک مخصوص طریقے سے دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو جو نمازیں قضا ہوگئیں وہ سب معاف ہو جائیں گی۔ یہ بات بالکل بے اصل ہے۔

(و) شب برأت میں فضول گپ شپ میں شب بیداری کرنا، گلیوں، چوراہوں اور ہوٹلوں میں وقت گزارنا بالکل بے سود؛ بلکہ ’’نیکی برباد گناہ لازم‘‘ کا مصداق ہے۔

**(۲) قبرستان جانے کا مسئلہ:**

حدیث شریف گزر چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات قبرستان تشریف لے گئے؛ مگر واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس قدر خفیہ تھا کہ آپ نے اپنی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اپنے جانے کو مخفی رکھا اور کسی بھی صحابی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور بعد میں بھی کسی صحابی کو اس عمل کی ترغیب دینا ثابت نہیں؛ اس لیے شب برأت میں ٹولیوں کی شکل میں قبرستان جانا، اس کو شب برأت کا جزو لازم سمجھنا، راستوں میں روشنی کا اہتمام کرنا، یہ دین میں زیادتی اور غلو ہے، بغیر کسی اہتمام اور پابندی کے قبرستان جانا چاہیے!

❁❁..........❁❁

## تحفظ ختم نبوت سیمینار و محفل حمد و نعت، لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مزنگ یونٹ کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت سیمینار و محفل حمد و نعت ۱۰ر جنوری بروز اتوار بعد نماز عشا ۵ ٹیمپل روڈ نزد تقویٰ مسجد مزنگ میں مولانا عبدالرحیم، پیر رضوان نفیس، مولانا غلام مصطفیٰ کی زیر صدارت اور مفتی مختار احمد صاحب کی زیر سرپرستی منعقد ہوا۔ مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی رضوان عزیز کے خصوصی خطابات ہوئے۔ نقابت کے فرائض مولانا عبدالنعیم، مولانا صہیب مصطفیٰ اور حافظ فرحان فخر نے سرانجام دیئے۔ سیمینار کا آغاز قاری علی اصغر کی تلاوت سے ہوا، حافظ ذوہیب اور حافظ حسین احمد مدنی نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ مولانا عبدالعزیز نے ختم نبوت کی اہمیت پر خصوصی بیان کیا۔ قاری احسان اللہ فاروقی نے قرآن پاک کی تلاوت کر کے عوام الناس کے دل جیت لئے۔ مولانا عمران نقشبندی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیں پیش کیں۔ نعت خواں مولانا محمد ابوبکر خان نے خوبصورت انداز میں نعت رسول مقبول پیش کی۔ حاجی طارق فیروز نے انجمن تاجران لاہور اور عابد مارکیٹ کی طرف سے نمائندگی کی۔ آخر میں ملک کے معروف و مشہور نعت خواں قاسم گجر نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیں پڑھیں۔ حلقہ مزنگ کے علماء کرام، ہال روڈ تاجر برادری کے علاوہ مولانا مفتی محمد احسن، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، محمود الحسن بادشاہ، شیخ جمیل، بھائی عتیق، میاں راشد، انور، ندیم خان، مبین، حافظ حسن، وسیم عباس، رضوان طارق اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ سرپرست مزنگ یونٹ مفتی مختار احمد نے کلمات تشکر پیش کیے اور ان کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مولانا عبدالنعیم، لاہور)

# حضرت مفتی سیّد مختار الدینؒ کی رحلت

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ مجاز، جامعہ زکریا دارالعلوم کربوغہ (دار الایمان والتقویٰ) کے شیخ الحدیث اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست حضرت مولانا مفتی سید مختار الدینؒ ۸ ؍رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۹ ؍دسمبر ۲۰۲۵ء بروز پیر اس دنیائے فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی!

’’حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور ان کے خلفائے کرام‘‘ میں آپ کے خود نوشت حالات کچھ یوں تحریر ہیں:

’’مختار الدین بن صاحبزادہ سید فضل الرحمٰن صاحب، ضلع کوہاٹ، ڈاک خانہ، کربوغہ شریف، پاکستان۔ تاریخ پیدائش تقریباً ۱۹۵۲ء۔ ساتویں جماعت تک سرکاری اسکول میں پڑھا۔ سرحد کے دینی مدارس میں ابتدائی کتب پڑھ کر دورہ حدیث شریف، اکبر دارالعلوم، مردان میں پڑھا۔ دوسرے سال دارالعلوم کراچی سے چھ ماہ تک تخصص فی الفقہ کیا۔ دینی تعلیم سے قبل ہی اپنے ہی خاندان میں نکاح ہوا۔ الحمد للہ کہ ایک لڑکا زبیر ہے۔ فارغ ہو کر آیا ہوں اور اب حضرت اقدس سیدی مولانا صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم کی ترغیب سے اپنے علاقے میں دینی کام بالخصوص خانقاہ کا ارادہ ہے۔ اللہ کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل توفیق عطا فرما کر قبول فرمائے۔ ہمارا علاقہ الحمد للہ! تمام فتنوں سے پاک ہے، کیونکہ انگریز ملعون کے ناپاک اثرات کم پہنچے ہیں۔ تبلیغی نصاب پڑھنے سے حضرت (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ) نور اللہ مرقدہم واعلی اللہ مراتبہم سے متأثر ہوا اور اس سے قبل جب کہ احقر حضرتؒ کو بالکل نہ جانتا تھا، خواب میں دو منزلہ مسجد دیکھی، اوپر سے آواز آئی کہ مختار الدین اور زکریا اوپر آئیں۔

> آپؒ تکلفات سے دور رہتے تھے، سادہ زندگی کے خوگر تھے۔ شروع شروع میں بہت گم نام رہے، لیکن جب اللہ نے آپؒ کے ذریعے اپنے دین متین کا کام لینا چاہا تو دور دور تک آپؒ کا شہرہ ہو گیا اور کئی علماء و صلحا کا آپؒ کی طرف رجوع ہوا

چند سال بعد بندہ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ قطر بسلسلہ کاروبار گیا تھا، وہاں سے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ مسجد نور میں قیام تھا، وہاں سے حضرت اقدسؒ کے ہاں بعد عشا حاضری ہوئی، ملاقات کا وقت نہ تھا مگر ہمارے اصرار پر ایک خادم صاحب نے ملاقات کرائی۔ اس میں حضرت نور اللہ مرقدہ کی طرف سے حلوہ ایک چمچہ نصیب ہوا اور مختصر دعا فرمائی۔

بیعت کے سلسلہ میں بندہ چونکہ شکّی مزاج اور زیادہ محتاط تھا، اس لئے پہلی ملاقات میں بیعت نہیں ہوا۔

دوسرے سال جب مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو چند دن حضرت کی عمومی مجلس میں بعد عصر شرکت کے بعد استخارہ کر کے بہ نیتِ بیعت حاضر ہوا تو وہاں چند افراد کی عمومی بیعت میں احقر بھی بیعت ہوا، بیعت ہو جانے کے بعد دینی علم کے حصول کا شوق بڑھا اور یہی بیعت الحمد للہ! حصول علم دین کا سبب بنا اور اس کے بعد اپنے خواب کی تعبیر بھی ظاہر ہو گئی۔

حضرت اقدسؒ کی غائبانہ توجہ اور برکت

تھی، ورنہ بندہ کو نہ تو خاص صحبت کا وقت ملا اور نہ بات چیت کا۔ تسبیحات کے لئے بندہ نے عرض کیا تھا کہ بیٹھ کر پورے نہ ہوسکیں تو کیسے کروں؟ تو حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر جہاز میں بیٹھے بیٹھے روٹی کھائے تو کیا سیر نہ ہوگا ؟ جس سے بندہ سمجھا کہ میرے لئے چلتے پھرتے بھی اجازت ہے۔

بیعت کے ایک سال بعد مدینہ منورہ کی حاضری میں بندہ نے اپنے باطنی امراض لکھ کر حضرت اقدسؒ کی خدمت میں علاج کی غرض سے مجلس عام میں ہی پیش کیے، حضرت اقدسؒ نے دوسرے روز حاضری کے لئے ارشاد فرمایا ، جب بندہ حاضر ہوا تو حضرت سیدی صوفی محمد اقبالؒ اور دوسرے سب حضرات بھی تھے، جن میں سے نہ تو حضرت صوفی صاحب سے اور نہ کسی اور سے واقفیت تھی ، حضرت نے غالباً یوں ارشاد فرمایا کہ میں نے جو کچھ تم کو دیا، وہ دوسروں کو دیتے رہو۔ اس بات سے قبل میرا نام اور پتہ بھی پوچھا، بندہ حضرت سے مرعوب ہو رہا تھا، بندہ نے پوچھا کہ: مجھے کیا کرنا ہے؟ اس پر حضرت کے اشارے سے وہاں بیٹھے ہوئے خدام نے حضرت کے سامنے ہی بتایا کہ حضرت تمہیں بیعت کی اجازت دے رہے ہیں اور مجھے مبارکباد دی ۔ حضرتؒ نے اپنی کتاب میں میرا نام پتہ درج کرنے کا بھی اپنے کاتب کو حکم فرمایا اور کچھ معمولات کے پرچے بھی دیے اور فرمایا کہ اسی طرح کے اور چھپوالینا۔ پھر باہر آکر وہاں بیٹھے ہوئے خدام نے دوسرے کمرے میں لے جا کر بندہ کو نصیحتیں کیں اور کام شروع کرنے کی ترغیب دی۔ ان خدام میں حضرت مولانا یحییٰ صاحب بھی تھے۔ نیز حضرت اقدسؒ نے کسی خادم کے ذریعے بندہ کو کتابیں بھی دلوائیں۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد بندہ پھر مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت اقدسؒ نے حضرت صوفی محمد اقبال صاحب سے ذکر سیکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا اور صوفی صاحب کو حکم دیا کہ ذکر خفی سکھلا دیں۔ چنانچہ صوفی صاحب نے موسم حج کے رش کی وجہ سے مجھے مصلّٰی جنائز پہ لے جا کر ذکر قلبی اسم ذات مبارک تعین کیا۔ دورانِ تلقین میں انہوں نے محسوس کیا کہ میرا ذکر تو پہلے سے جاری ہے، جس کو بندہ نے پہلے نہ تو کبھی کیا تھا اور نہ اس بات کا احساس تھا، انہوں نے فرمایا کہ: ’’یہ ذکر تمہارا تو جاری ہے، دوسروں کو سکھانے کے لئے باقاعدہ طریقہ سیکھ لو اور خود بھی اس باقاعدہ طریقے سے کرتے رہو، تاکہ کافی اچھی طرح پختہ ہو جائے۔‘‘ اس کے بعد فیصل آباد کے رمضان میں حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم نے بندہ کو ذکرِ خفی نفی اثبات تلقین کیا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے زیارت و ملاقات کی نوبت نہیں آئی، بندہ نے رابطہ حضرت صوفی صاحب سے رکھا اور الحمد للہ حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم سے راولپنڈی رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ میں تجدید بیعت بھی کی۔‘‘ (ص:۴۸تا۵۰)

کربوغہ جو شہری دنیا سے دور بالکل دیہاتی علاقہ ہے، وہاں حضرت شیخ کے سلسلے کو جاری کیا اور جنگل میں منگل کا سماں باندھ دیا۔ ہر سال اصلاحی اجتماع ہوتا، جس میں دور دراز سے آپؒ کے متعلقین شرکت کرکے اپنا ایمان تازہ کرتے۔ آپؒ تکلفات سے دور رہتے تھے، سادہ زندگی کے خوگر تھے۔ شروع شروع میں بہت گم نام رہے، لیکن جب اللہ نے آپؒ کے ذریعے اپنے دین متین کا کام لینا چاہا تو دور دور تک آپؒ کا شہرہ ہوگیا اور کئی علماء وصلحا آپؒ کی طرف رجوع ہوا۔ ساری زندگی مسلمانوں کے تزکیہ نفوس کی محنت کرنے میں گزار دی۔ انتقال سے چند ہی روز قبل کراچی میں اپنے سالانہ اصلاحی اجتماع میں تشریف لائے تھے۔ کسے معلوم تھا کہ یہ آپؒ کی زندگی کا آخری سفر ہوگا اور اس کے بعد یہ شہر حضرت شیخ الحدیثؒ کے سلسلے کے ایک اور شیخ کے روحانی فیوض وبرکات سے محروم ہوجائے گا!

آپؒ امت میں اتحاد واتفاق اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے کوشاں رہتے تھے

ABDULLAHSATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972,32531133

اور اس کے لیے مسلمانوں کو بیدار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے اور امت مسلمہ کو اپنے نیک بندوں سے محروم نہ فرمائے، آمین!

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کے فرزند حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ (انڈیا)، حضرت مولانا عبدالحفیظ مکیؒ (مدینہ منورہ)، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ اور حضرت مولانا پیر مختار الدین شاہؒ (پاکستان) چاروں حضرات شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق جون ۲۰۱۵ء کو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے تو اس وقت راقم الحروف نے اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا: ''ان چاروں اہل اللہ کا بیک وقت اور ایک ساتھ تشریف لانا جامعہ اور اہل کراچی کے لیے کسی رحمت اور نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات دن امت مسلمہ کی اصلاح و فکر میں تڑپتے، کڑھتے، روتے اور بلبلاتے ہیں۔ اپنی مناجاتِ سحر گاہی میں امت ہی کے لیے مانگتے ہیں۔ ان کی تمام عمر دین کی تبلیغ واشاعت، طلبہ کی خدمت وتربیت، مواعظ و نصیحت اور اصلاح وارشاد میں گزر رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے طور پر اور اپنے حلقہ احباب میں اپنے اہداف و مقاصد کی تحصیل اور خالص تزکیہ واحسان میں اس قدر مصروف، منہمک، للّٰہیت اور جذب وکیف کے ساتھ مشغول ہے کہ الفاظ میں ان کی تعبیر کرنا میرے جیسے ہیچ مداں کے لیے بہت مشکل ہے۔ تھکا دینے والے اسفار اور ہمہ وقت مصروفیات کے باوجود ہر ایک سے ملنا، اس کے احوال لینا، اس کو ہدایات دینا اور ہر ایک پر نظر رکھنا، ہر ایک کو اتباع سنت کی تلقین اور اتباع شریعت کا اہتمام، عشق الٰہی اور نصرت غیبی کے سوا کوئی دوسری توجیہ ممکن نظر نہیں آتی۔

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی صحبت اور تربیت ہی کا اثر ہے کہ حضرت کے خلفائے کرام جہاں سلوک واحسان کی تعلیم و تلقین کے لیے خانقاہیں آباد کرتے ہیں، وہاں مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے طلبہ اور علماء کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ عوام کے قلوب واذہان میں مدارس اور اہل مدارس کی اہمیت وضرورت بھی بتلاتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے مریدین و معتقدین کو دعوت و تبلیغ کے لیے وقت لگانے کی طرف بھی ترغیب وتحریص دلاتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان برگزیدہ شخصیات سے تعلق رکھنے والا جہاں شریعت کا پابند، متبع سنت ہونے کے باوصف قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف اور معمولات کی پابندی کرنے والا ہوتا ہے، وہاں وہ ایک کامیاب مدرس، کامیاب طالب علم اور فارغ اوقات میں تبلیغ میں وقت لگانے والا بھی ہوتا ہے۔ ان حضرات کے بیانات میں اکثر و بیشتر یہی تین چیزیں موضوع بحث رہتی ہیں اور یہ حضرات فرماتے ہیں کہ: مدارس کے طلبہ جہاں علوم دینیہ کی تحصیل اور تعلیم میں لگے ہوئے ہیں، اس سے فراغت کے بعد تزکیہ واحسان کا سیکھنا بھی ان کے لیے ضروری ہے۔'' (ماہنامہ بینات، شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ، مطابق جون ۲۰۱۵ء)

آپؒ کی وفات حسرت آیات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر صاحبزادہ عزیز احمد، نائب امیر مرکزیہ مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھریؒ، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر حضرتؒ کی جدائی کے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور آپؒ کے پسماندگان سے دِلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور تمام قارئین ہفت روزہ سے حضرتؒ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاؤں کے اہتمام کی درخواست کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرتؒ کے مشن کو جاری و ساری رکھیں اور حضرتؒ کو جنت الفردوس کا مکین بنائیں، آمین بجرمة سید المرسلین! ..........

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

# ستائیسویں آئینی ترمیم!

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہ

کسی ملک کا دستور یا آئین ملک کے نظام حکومت کے لیے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے، پاکستان بھی اس کلیئے سے مستثنیٰ نہیں۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک یہاں دستور کے مختلف مسودے تیار ہوئے، ان میں سے کچھ وقتی طور پر نافذ بھی ہوئے لیکن یہ مسئلہ متنازعہ بنا رہا، الحمدللہ کر کے ۱۹۷۳ء میں تمام سیاسی اور دینی حلقوں کے اتفاق سے موجودہ آئین منظور ہوا اور چند امور کو چھوڑ کر بحیثیت مجموعی یہ آئین ایسا تھا کہ اسے ایک اسلامی ریاست کا آئین کہا جا سکتا تھا، چنانچہ دینی حلقوں نے بھی اسے بسا غنیمت سمجھ کر قبول کیا۔

اس متفقہ آئین میں یہ شق بھی موجود ہے کہ اگر اس میں کسی ترمیم کی ضرورت پیش آئے تو مجلس شوریٰ کی دو تہائی اکثریت سے اس میں ترمیم کی جاسکتی ہے، چنانچہ ماضی میں متعدد ترمیمات اس بنیاد پر کی گئیں جن میں سے بعض ترمیمات نے دستور کو اسلامی اعتبار سے بھی مضبوط بنایا، جیسے ختم نبوت سے متعلق ترمیم، فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ کی اپیلیٹ بینچ کے قیام سے متعلق ترمیمات۔

اب ستائیسویں ترمیم کے نام سے ایک ترمیم دونوں ایوانوں سے منظور کی گئی ہے جو اہلِ دانش کے درمیان آج کل موضوع بحث بنی ہوئی ہے اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کا غیر جانبداری سے جائزہ لے کر اس پر ضروری تبصرہ کیا جائے۔

یہاں پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ دستور میں کوئی ترمیم کرنے کا مناسب طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے اہم نکات کو وضاحت کے ساتھ پہلے سے شائع کر کے ملک کے اہل دانش کو اس پر غور وفکر اور تبصرے کا موقع دیا جائے، اس کے برعکس یہ ترمیم اتنی عجلت میں تیار اور منظور کی گئی ہے کہ بہت سے اراکین مجلس شوریٰ یہ شکایت کرتے پائے گئے کہ انہیں اس کا علم بالکل آخر میں ہوا، اس لیے انہیں اس پر غور وفکر کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

یہ ترمیم شائع شدہ گزٹ کے اکیس صفحات پر مشتمل ہے، اور اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد بنیادی طور پر اس کے اہم نکات یہ ہیں:

۱:... وفاقی دستوری عدالت (federal constitional court) کے نام سے ایک نئی عدالت قائم کی گئی ہے جسے تمام آئینی مقدمات کا فیصلہ کرنے کا حتمی اختیار دیا گیا ہے۔ کسی بھی ہائی کورٹ میں دفعہ ۱۹۹ کے تحت جو مقدمات فیصل ہوں، ان کی اپیل سپریم کورٹ کے بجائے اس نئی عدالت ہی میں ہو سکے گی اور یہ عدالت خود بھی ہائی کورٹ سے ایسے مقدمات کا ریکارڈ طلب کر سکے گی۔

دستوری مقدمات کا فیصلہ جو پہلے سپریم کورٹ اپنے قواعد کے مطابق کرتا تھا، اب اس کا اختیار اس آئینی عدالت کو منتقل کر دیا گیا ہے، اور اس کا فیصلہ حتمی قرار دیا گیا ہے، اور اس کے فیصلے کا سپریم کورٹ بھی پابند ہو گیا ہے۔

اس معاملے میں دو رائے ہوسکتی ہیں کہ اس قسم کے معاملات حسب سابق سپریم کورٹ ہی میں رہیں، یا اس کے لیے نئی عدالت قائم کی جائے، جیسا کہ بعض دوسرے ملکوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس کے فوائد بھی ہو سکتے ہیں، اور نقصانات بھی، لیکن موجودہ حالات میں جبکہ سپریم کورٹ میں بہت سے ایسے آئینی مقدمات زیر التوا ہیں، جن کا تعلق ملک کے سیاسی ماحول سے بھی ہے، یکا یک ایسی عدالت کا قیام جس میں ججوں کا پہلی مدت کے لیے تعین وزیر اعظم اور صدر کو سونپا گیا ہے کچھ شبہات ضرور پیدا کرتا ہے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ وہ سپریم کورٹ ہو یا نئی آئینی عدالت، اگر اس کے جج صاحبان سیاست اور مفادات سے آزاد ہو کر پوری غیر جانبداری سے آئین کے مطابق فیصلے

کرنے والے ہوں، تو خواہ وہ سپریم کورٹ میں ہوں، یا آئینی عدالت میں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ جج صاحبان اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے کوئی دباؤ محسوس کریں، تو چاہے وہ سپریم کورٹ میں ہوں یا آئینی عدالت میں، انصاف کے راستے میں رکاوٹ باقی رہے گی۔

البتہ نئی آئینی عدالت کے قیام کے بعد بعض اہم مسائل ایسے اُٹھ سکتے ہیں، جن کا کوئی حل بظاہر اس ترمیم کی عبارت میں موجود نہیں ہے، اور ان کی وجہ سے عدالتوں میں اختلاف اور اس کے نتیجے میں مقدمات کے فیصلے میں تاخیر در تاخیر ہونے کا بھی اندیشہ ہے، مثلاً ایک بات تو یہ ہے کہ نئی عدالت کے قیام سے پہلے سپریم کورٹ بہت سے مسائل میں آئین کی تشریح کر چکی ہے، سوال یہ پیدا ہوگا کہ آیا نئی آئینی عدالت ان فیصلوں کی پابند ہوگی یا نہیں، جو اس کے وجود سے پہلے سپریم کورٹ دے چکی ہے؟

نیز اگرچہ اب آئینی مسائل نئی عدالت کے پاس جائیں گے لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اصل مقدمہ عمومی نوعیت کا ہوتا ہے اور اسے براہ راست آئینی مقدمہ نہیں کہا جا سکتا لیکن اس عمومی نوعیت کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے عدالت کو آئین کی کسی دفعہ کی تشریح کرنی پڑتی ہے، اگر سپریم کورٹ کسی عام نوعیت کے مقدمے کا فیصلہ کر رہی ہو، مثلاً دو افراد کے درمیان کوئی دیوانی مقدمہ یا کوئی فوجداری مقدمہ اور اس کا فیصلہ کرتے ہوئے آئین کی کسی دفعہ کی تشریح کرنی پڑ جائے، تو کیا سپریم کورٹ اس حد تک آئین کی تشریح نہیں کر سکے گی؟ اور اگر کرے گی تو کیا اسے آئینی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا؟ اور اگر نہیں کر سکے گی تو کیا وہ مقدمہ آئینی عدالت کے پاس جائے گا؟ دونوں صورتوں میں ابہام اور اصل نتیجے تک پہنچنے کے لیے غیر معمولی تاخیر لازمی ہے۔

۲:... اصل آئین کے مطابق کسی بھی ہائی کورٹ کے کسی جج کا ٹرانسفر کسی دوسرے ہائی کورٹ میں اس کی مرضی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا، آئین کی دفعہ ۲۰۰ اس بارے میں واضح تھی۔

لیکن اس نئی ترمیم کے ذریعے دفعہ ۲۰۰ میں بڑی تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ کسی جج کا ٹرانسفر اس کی مرضی کے بغیر بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ ٹرانسفر سے انکار کرے تو اس کے خلاف دفعہ ۲۰۹ کے تحت تیس دن کے اندر سپریم جوڈیشل کونسل میں کارروائی ہوگی اور اس دوران اس کو بحیثیت جج کام کرنے سے روک دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ دفعہ ۲۰۹ کے تحت عام طور سے ان ججوں کے خلاف کارروائی ہوتی ہے جن پر کسی غلط رویے کا الزام ہو۔

ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو ٹرانسفر پر مجبور کرنا یقیناً ایسی بات ہے جو عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہے۔ اس طرح کسی بھی ایسے جج کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے جو کسی بھی سیاسی یا ذاتی وجہ سے حکومت کو ناپسند ہو۔

۳:... تیسری اہم اور سخت قابل اعتراض تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ پہلے بھی آئین کی دفعہ ۲۴۸ میں صدر مملکت کو یہ تحفظ دیا گیا تھا کہ اس کے عہدے کے دوران اس کے خلاف کوئی فوجداری کارروائی عدالت میں نہیں کی جا سکتی تھی، یعنی کسی بھی جرم میں اس کے خلاف اس وقت تک کوئی مقدمہ نہیں ہو سکتا تھا، جب تک وہ صدارت کے عہدے پر فائز ہے۔ یہ دفعہ شرعی نقطۂ نظر سے پہلے بھی غلط تھی۔ اسلام میں کسی بھی سربراہ مملکت کو اس قسم کا تحفظ دینا سراسر ناجائز ہے۔ خود رسول کریم ﷺ نے اپنے آپ کو، یا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنی ذات کو یہ تحفظ دینے کے بجائے اس کے خلاف واضح احکام عطا فرمائے ہیں۔

لیکن اس ستائیسویں ترمیم کے ذریعے اس تحفظ کو ختم کرنے کے بجائے اسے مزید وسعت دے دی گئی ہے، یعنی اب یہ تحفظ صرف صدر مملکت ہونے کے دوران نہیں، بلکہ صدارت ختم ہونے کے بعد بھی تاحیات باقی رہے گا، اور زندگی بھر اس کے خلاف کسی بھی جرم میں کوئی کارروائی نہیں ہو سکے گی۔

اور یہ تحفظ جس طرح صدر مملکت کو دیا گیا ہے، اسی طرح دفعہ ۲۴۳ میں ترمیم کے ذریعے فیلڈ مارشل، مارشل آف دی ایئر فورس اور ایڈمرل آف دی فلیٹ کو بھی دیا گیا ہے کہ تاحیات ان کے خلاف کسی جرم میں کوئی کارروائی نہیں ہو سکے گی۔ اس سے پہلے دستور میں یہ عہدے موجود نہیں تھے، لیکن جن سپہ سالاروں نے ملکی دفاع میں امتیازی کارنامے انجام دیے ہوں، انہیں اس قسم کے خطابات (باقی صفحہ 26 پر)

# حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پیر طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ عالم اسلام کے نامور عالم دین اور شیخ طریقت، کبار علماء کرام نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور تصوف کے نامور سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر اذکار سیکھے۔ آپ جھنگ کی کھرل برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اسکول کے ساتھ ساتھ جھنگ کے نامور عالم دین مولانا مفتی ولی اللہؒ سے حاصل کی۔ مولانا ولی اللہ جھنگ میں مفتی اعظم کے لقب سے مشہور تھے۔آپ کے برادر کبیر چونکہ اسکول ٹیچر تھے، انہوں نے آپ کو اسکول میں داخل کرادیا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں آپ نے چھ پارے حفظ کئے، آپ کی خواہش تھی کہ میں دینی تعلیم حاصل کر کے عالم بنوں گا، لیکن بڑے بھائی کے سامنے آپ کی دال نہ گل سکی۔

آپ اسکول کے بعد کالج اور کالج کے بعد انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخل ہوگئے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے قریب مدرسہ ضیاء العلوم ہے، جس کے مہتمم مولانا لطیف الرحمٰن تھے، جو سوات کے رہنے والے تھے، ان سے ملے، درخواست کی کہ میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں، میرا جی یہ چاہتا ہے کہ یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی حاصل کروں۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور اساتذہ کرام سے کہا کہ ذوالفقار احمد جب بھی آئے انہیں پڑھاتے جائیں، یوں آپ نے عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی بھی تعلیم جاری رکھی۔

بخاری شریف آپ نے حافظ بخاری مولانا محمد جعفر مدظلہ سے پڑھی۔ مولانا محمد جعفر جامعہ اسلامیہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے فاضل ہیں۔ آپ نے استاذ محترم نے ایک سال حفظ بخاری کا سلسلہ شروع کیا، آپ نے مولانا محمد یعقوب ربانیؒ کے زیر سایہ رہ کر بخاری شریف حفظ کی۔ حضرت پیر صاحب نے بخاری شریف نہیں مولانا محمد جعفر مدظلہ سے پڑھی جو آج کل ملتان میں ہیں۔ جہانیاں منڈی جامعہ رحمانیہ قدیمی ادارہ ہے۔ مولانا سید محمد یعقوب شاہؒ اس کے مہتمم تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں داخل کر لیا۔ آپ افتتاح بخاری اور اختتام بخاری کے اسباق میں شامل ہوئے جب طلبا کرام کی دستار بندی ہوئی، تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہماری شوریٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو اعزازی سند دی جائے، چنانچہ آپ کو دستار فضیلت کے ساتھ ساتھ سند بھی دی گئی۔

جامعہ قاسم العلوم ملتان کی طرف سے بھی آپ کو اعزازی سند دی گئی۔ اصلاحی تعلق ابتداً حضرت مولانا سید زوار حسینؒ سے تھا، آپ سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات پڑھے۔ یکم اپریل ۱۹۵۳ء کو آپ نے لمز یونیورسٹی ہیومن مینجمنٹ ایسوسی ایٹس کا کورس کیا۔ بی ایس ای انجینئرنگ یونیورسٹی سے کیا۔ ۱۹۸۳ء میں سلسلہ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انہی سے خلافت حاصل کی۔ صوفیائے کرام میں ''انتقال نسبت'' نسبت کا منتقل ہونا معروف ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کی نسبت آپ کی طرف منتقل ہوئی۔ آپ ملکوں پھرے اور لاکھوں مسلمانوں کو توبہ کرائی۔ درجنوں علماء کرام نے اندرون و بیرون ملک آپ سے خلافت حاصل کی۔ آپ درجنوں مشائخ کے محسن و مربی اور شیخ تھے۔ لاکھوں مسلمانوں کو اللہ، اللہ کرنا، مراقبہ اور دیگر تصوف کی گتھیاں سلجھائیں۔ آپ کا فیضان پوری دنیا میں پھیلا۔

آپ کے اساتذہ کرام میں نبیرہ حکیم الامت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ انجینئرنگ

یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں، آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھانے، پینے، سونے، جاگنے، لباس پہننے، لباس تبدیل کرنے اور دیگر مسائل کی سنتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے اجازت دی اور اڑھائی گھنٹے آپ سے مجلس رہی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جب فراغت ہو تو آجایا کریں، میں اپنے آپ کو جلدی فارغ کرکے آپ کے سوالات کا جواب دوں گا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی صحبت نے مجھے علماء دیوبند کا شیدائی بنادیا۔

پیر صاحبؒ نے ایک مجلس میں فرمایا: کہ مجھے سندات عالیہ حاصل ہیں:

۱:..... دار العلوم دیوبند گیا، دار العلوم دیوبند وقف کے مہتمم مولانا محمد سالم قاسمیؒ مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ یہ چارپائی اور کمرہ حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا ہے اور اجازت حدیث دی۔

۲:... حرم شریف میں دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں۔ ان کے اردگرد علماء کرام اور طلبا احادیث کی کتابیں لے کر بیٹھے ہیں اور وہ بزرگ انہیں درس حدیث اور اجازت حدیث دے رہے ہیں۔ میرے استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ ہندوستان کے نامور عالم دین مولانا احمد علیؒ ہیں، یہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے سند حدیث حاصل کئے ہوئے ہیں اور ان کی سند عالی ہے۔ جن کے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کم واسطے ہیں۔ انہوں نے اجازت حدیث دی اور کلمات توبہ کہلانے کی فرمائش کی تو انہیں کلمات توبہ کہلاتے۔

۳:... علامہ زاہد کوثریؒ معروف حنفی عالم ہیں، ہمارے حضرت امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے پائے کی شخصیت ہیں۔ ان کے شاگرد رشید شیخ امین سراج نے اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔

۴:... سمرقند اور بخارا کے ایک عالم دین جو علامہ ابن عابدینؒ علامہ شامیؒ کے شارح ہیں، ان سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے۔

۱۹۹۲ء میں آپ نے معہد الفقیر کے نام سے جھنگ میں ایک منفرد ادارہ قائم کیا، جو کئی ایکڑ پر مشتمل ہے، جس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی بھی کئی ایک فارم ہیں۔

کافی عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے۔ لاہور کے ایک ہسپتال میں ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۵ء کو انتقال ہوا۔ اگلے روز ۱۵؍دسمبر کو آپ کے قائم کردہ ادارہ معہد الفقیر میں لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند مولانا حبیب اللہ نقشبندی حفظہ اللہ نے کرائی، ہمارے حضرت قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ صف اول میں تھے۔

❁❁..........❁❁

## تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن، کرک

۷؍جنوری ۲۰۲۶ء جامعہ تجوید القرآن مومن ٹاؤن برلب انڈس ہائی وے کرک عظیم الشان علماء کنونشن بعنوان ختم نبوت منعقد ہوا۔ کنونشن میں ۳۵۰ سے زائد جید علماء کرام ضلع کرک کی مختلف تحصیلوں سے شریک ہوئے، جبکہ خصوصی طور پر مولانا ظہور احمد صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام کرک، قاری غلام فرید مسئول وفاق المدارس العربیہ شعبہ حفظ، مولانا عمر صاحب ناظم مالیات جمعیت علماء اسلام کرک اور مولانا فرمان اللہ ڈپٹی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام کرک خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ ابتدائی کلمات مولانا عابد کمال صاحب مبلغ ختم نبوت نے ارشاد فرمائے اور مبلغین کی زیر نگرانی رکنیت سازی مہم کا اعلان کیا۔ اس کے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ختم نبوت کے کام کی اہمیت پر تفصیلی گفتگو ارشاد فرمائی۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے قادیانیوں کے دجل پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ آخر میں نائب امیر مرکزیہ جانشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نے دعا فرمائی، علاوہ ازیں مقامی جماعت نے ضلع کرک کی سطح پر سالانہ منعقد ہونے والی کانفرنس کے لئے ۲۶؍اپریل ۲۰۲۶ء کی تاریخ مقرر کی۔

(سیف الاسلام، خادم مجلس کرک)

# حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

تبلیغی جماعت کے سابق امیر حاجی عبدالوہاب نے ۱۹۲۲ء میں ضلع کرنال کے مردم خیز علاقہ گمتھلہ میں حاجی راؤ عاشق حسینؒ کے گھر آنکھ کھولی۔ ہریانہ کا یہ علاقہ گمتھلہ جہاں سے ہمارے حضرت رائے پوریؒ شاہ عبدالقادر کے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ تھے۔ قرآن پاک ناظرہ اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑھا، جبکہ انبالہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔

میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں انجمن حمایت اسلام کے تحت چلنے والے اسلامیہ کالج سے ایف ایس ای میڈیکل میں کیا۔ آپ کے جد امجد جناب اللہ دیا، حضرت گنگوہیؒ کے مقتدیوں میں سے تھے ہر جمعہ گمتھلہ سے گنگوہ تشریف لے جاتے اور جمعہ حضرت گنگوہیؒ کی اقتداٗ میں ادا فرماتے گویا آپ کا گھرانہ دین دار گھرانہ تھا۔ اسی دینداری کی برکت سے آپ صبح کی نماز اپنے کالج میں ادا فرما کر شیرانوالہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جو صبح کی نماز اسفار میں ادا فرماتے۔ حضرت والا کے مشہور زمانہ درس قرآن میں شریک ہوتے۔

حضرت لاہوریؒ نے ایک درس میں دعوت کو جہاد اکبر قرار دیا تو دعوت و تبلیغ کی تڑپ پیدا ہوئی۔ ۱۹۴۳ء میں اسلامیہ کالج سے فراغت کے بعد گاؤں تشریف لے گئے۔ بچپن سے ہی مندرجہ ذیل مشائخ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، موخر الذکر کی محبت انہیں کھینچ کر لے گئی اور آپ حضرت رائے پوری کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے اور آگے چل کر خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

یکم جنوری ۱۹۴۴ء مرکز نظام الدین دہلی میں تشریف لے گئے اور چھ ماہ تک بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی خدمت میں رہے۔ جہاں تحریک دعوت و تبلیغ کے اسرار و رموز سیکھے اور فنافی التبلیغ ہوگئے۔ آپ کی پہلی تشکیل بجنور ضلع کے علاقہ بیٹورا میں ہوئی۔ مرکز نظام الدین میں بڑے بڑے اکابر مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امام الہند مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت رائے پوریؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ سمیت کئی ایک اکابر علماء کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ کا آخری وقت آیا، تو دعوت و تبلیغ کے احباب وارباب حل وعقد حیران و پریشان کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟ غور و خوض جاری تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا: ”یوسف آمل لے ہم تو چلے“ یہ جملے گویا انتقال نسبت تھے۔ قبل ازیں مولانا محمد یوسفؒ والد محترم سے دعوت و تبلیغ کے اصول وضوابط جو بانی تبلیغ نے وضع کئے اس پر گفتگو کرتے رہتے تھے، لیکن انتقال نسبت کے بعد ۲۱؍رجب المرجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳؍جولائی ۱۹۴۴ء حضرت یوسف میں بھی وہی کڑھن، وہی تڑپ پیدا ہوگئی جو والد محترم میں تھی۔

## قیام پاکستان اور ہجرت:

۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو ملک کا بٹوارہ ہوا تو آپ بھی اپنے خاندان سمیت ہجرت کر کے بورے والا ضلع وہاڑی کے چک نمبر ۳۳۱۔ای بی میں قیام پذیر ہوگئے اور اسے اپنا مستقر بنالیا۔ تقسیم ملک کے بعد ارباب دعوت و تبلیغ متفکر تھے کہ پاکستان میں مرکز تبلیغ کس جگہ کو بنایا جائے؟ چنانچہ قرعہ فال رائے ونڈ کی قسمت میں نکلا۔ رائے ونڈ کی مختلف مساجد کو مرکز بنانے کا سوچتے تو نکال دیئے جاتے، چنانچہ موجودہ مرکز کی جگہ خریدی گئی اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ چنانچہ رائے ونڈ میں سب سے پہلا تبلیغی اجتماع ۱۰؍اپریل ۱۹۵۴ء کو ہوا، جس میں شرکت کے لئے حضرت مولانا محمد یوسفؒ دہلی سے تشریف لائے۔

## پاکستان میں تبلیغی جماعت کے امراء:

سب سے پہلے امیر جناب محمد شفیع قریشی بنے جو بانی تبلیغ کے ابتدائی ساتھیوں میں سے

تھے۔ آپ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۷۱ء تک امیر رہے۔ دوسرے امیر بھائی بشیر احمدؒ تھے۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۲ء تک امیر رہے۔ حاجی عبدالوہابؒ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی خدمت میں چھ ماہ رہے۔ دوسرے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، تیسرے امیر مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ کے تربیت یافتہ اور منظور نظر رہے۔

بھائی بشیر احمدؒ کی وفات کے بعد تیسرے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۲ء سے ۱۸رنومبر ۲۰۱۸ء تک امیر رہے۔ ملکوں ملکوں پھرے۔ پاکستان کے چپے چپے پر جماعتیں بھیجیں، انہیں ہدایات دیں۔ ان کی کارگزاریاں سنتے اور آئندہ کے لئے راہنمائی فرماتے، ملک کا کون سا علاقہ اور مسجد ہے جو ان کی جماعتوں کو یاد نہ ہو، حتیٰ کہ مساجد کے ائمہ، خطباء، متولیاں، بانیاں کے نام تک انہیں ازبر ہیں۔

## ملک کے دینی حالات اور جماعتوں پر نظر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، ماہنامہ بینات کے مدیر معاون مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ حضرت حاجی صاحبؒ سے ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا۔ حاجی صاحب نے تحریک ختم نبوت اور شاہ جیؒ کا تذکرہ شروع کردیا۔ اس سلسلہ میں ایسے ایسے واقعات سنائے کہ حاجی صاحبؒ کی قوت حافظہ سے دنگ رہ گیا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ شاہ جیؒ کی سوانح کس کس نے لکھی ہے؟ میں عرض کیا: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سید کفیل بخاری (کفیل نہیں، ام کفیل صاحبہ)، مولانا عبدالقیوم حقانی نے، پھر پوچھا کہ آپ کا دفتر پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں ہے؟ میں عرض کیا: جی ہاں! پھر پوچھا: وہاں سے رسالہ نکلتا ہے۔ عرض کیا کہ دفتر ختم نبوت کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت، ملتان سے ماہنامہ لولاک نکلتا ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا: لولاک تو فیصل آباد سے نکلتا تھا۔ میں نے بتلایا اب ملتان سے نکلتا ہے، نیز لندن کانفرنس اور دفتر سے متعلق بھی پوچھتے رہے۔“

(تذکرہ وسوانح حاجی عبدالوہابؒ،ص:۷۸)

ایسے ہی علماء لدھیانہ کے چشم و چراغ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ حاضر خدمت ہوئے تو ان سے علماء لدھیانہ کے پہلے فتویٰ تکفیر سمیت کئی ایک معاملات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی ملکی حالات پر بھی گہری نظر تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ فرماتے ہیں:

”حضرت قبلہ مولانا خان محمدؒ کی عیادت کے لئے آئے۔ (۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء) کی بات ہے جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم، نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب تھے، اندرون سندھ سے مدتوں سے قیام پذیر پنجابیوں کو نکالا جارہا تھا، روزانہ قافلے سندھ چھوڑ کر پنجاب آ رہے تھے، اس موقع پر حاجی عبدالوہابؒ نے فرمایا: سندھ سے آرہا ہوں وہاں کے حالات یکسر بدل رہے ہیں.... میرے خیال میں دو آدمی ہیں جو اس صورت حال پر کنٹرول کرسکتے ہیں اور وہ دونوں آپ کا (حضرت خواجہ صاحبؒ) حکم مانیں گے، ان کا اندرون سندھ کا دورہ رکھا جائے تو انشاء اللہ العزیز صورت حال صحیح ہوجائے گی۔ ایک نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، دوسرے مولانا فضل الرحمٰن، ڈیڑھ دو گھنٹہ حاجی صاحب حضرت کے پاس رہے اور یہی گفتگو فرماتے رہے۔“ (سوانح حضرت حاجی عبدالوہابؒ، ملخصاً،ص:۱۷۲)

یہی درد اور کڑھن لے کر آپ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کے گھر عبدالخیل ڈیرہ غازی خان گئے، ان سے بھی یہی فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا زرولی خانؒ ملنے گئے تو ان کے اساتذۂ کرام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا ذکر خیر کرتے رہے۔ آپ نے دنیا کے تقریباً ایک سو مسلم وغیر مسلم ممالک کے دورے کئے اور امت کی زبوں حالی اور اس کے اسباب اور دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت پر خطاب فرماتے رہے۔

غرضیکہ آپ کی نظر صرف اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک پوری دنیا کے حالات پر تھی پون صدی اس درد کو لے کر دنیا کو پہنچاتے رہے۔ کئی ایک عوارض کا شکار چلے آرہے تھے کہ وقت موعود آن پہنچا ۱۸رنومبر ۲۰۱۸ء کو دعوت وتبلیغ کی تحریک کے روح رواں نے چھیانوے سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

**آخری وصیت:**

فرمایا: مجھ سے تعلق اور محبت رکھنے والے تمام احباب کو میری وصیت ہے کہ اپنی سوچ، فکر اور استعداد وصلاحیت دین کی اس محنت کی سربلندی وشادابی کے لئے صرف کریں، اللہ جل شانہ آپ سب کو اپنا تعلق اور اپنے حبیب کی محبت نصیب فرمائے اور کما حقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی جدوجہد میں لگنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ رات کے پونے سات بجے نماز عشاء کے وقت حضرت مولانا نذر الرحمٰن دامت برکاتہم کی اقتدا میں تقریباً پندرہ سے بیس لاکھ مسلمانوں نے اس داعی اسلام کی نماز جنازہ ادا کی رائے ونڈ کے بیرون مستقل قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔

(نوٹ: یہ مضمون جامعہ دارالتقویٰ لاہور کی طرف سے شائع کردہ کتاب ''تذکرہ و سوانح حضرت حاجی عبدالوہابؒ'' سے ملخص کیا گیا ہے، مرتب)۔ ❁❁❁

## سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورسز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد ابوبکر صدیق، ریلوے کالونی، ملیر میں مولانا قاضی منیب الرحمٰن صاحب کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ تین دن یہ کورس جاری رہا، جس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت، حیاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عقیدہ ظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان پر علمائے کرام نے تفصیلی گفتگو فرمائی، علاقے بھر کے 200 سے زائد علمائے کرام، عوام الناس اور مختلف مساجد کے نوجوانوں نے شرکت کی اور ختم نبوت کے کام میں جڑنے کا عزم کیا۔

دوسرا کورس جامع مسجد باب رحمت، مدرسۃ الحسنین، کھوکھرا پار نمبر ایک، کے ڈی اے موڑ رومان سٹی، ملیر سٹی میں مولانا انس صاحب کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ تین دن علماء کرام نے اس کورس میں عوام الناس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

تیسرا کورس 6 تا 8 جنوری بعد نماز عشاء جامع مسجد ابوبکر صدیق، مدینہ ٹاؤن میں مولانا سجاد تنولی صاحب کی سرپرستی میں منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد عبدالوہاب پشاوری، حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور راقم نے مختلف عنوانات پر عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے حوالے سے آگاہ کیا۔ اس پروگرام کے اندر علاقہ بھر کی تمام برادریوں نے شرکت کی۔

8/جنوری بروز جمعرات صبح 11 بجے مدرسہ انوار القرآن، مصطفیٰ مسجد، ریڑی گوٹھ میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے مدرسے کے طلبہ میں خطاب کیا اور ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔ 10 طلبہ نے اس کورس کے لیے جانے کا عزم کیا۔

8/جنوری بروز جمعرات بعد نمازِ مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مرکز میں ماہانہ تربیتی نشست سے حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے خطاب فرمایا اور کارکنان کو ختم نبوت کے کاز کے ساتھ مخلص رہنے اور انہیں تسلسل سے کام کو جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔

9/جنوری بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 18/جنوری کو ہونے والی کانفرنس کے حوالے سے تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن جامع مسجد نور، لانڈھی خرم آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاضی منیب الرحمٰن اور راقم نے ختم نبوت کے کام کی اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے علمائے کرام کی جدوجہد اور کوششوں کو سراہا اور اس کام کو مزید جاری رکھنے کی ترغیب اور تلقین فرمائی۔

10/جنوری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ایک عظمتِ قرآن کانفرنس، جامعہ رشیدیہ، گلستان سوسائٹی، قائد آباد مرغی خانے میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ، حضرت مولانا نجم اللہ عباسی اور مولانا محمد عبدالوہاب پشاوری نے عوام الناس کے درمیان قرآن کریم کی عظمت اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سنت مبارکہ کو اپنانے اور اپنے بچوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو عام کرنے کی ترغیب دی۔ ان پروگراموں کی برکت سے اس سال ختم نبوت کورس چناب نگر میں ضلع ملیر کے مدارس سے دو درجن سے زائد طلبہ نے شرکت کرنے کا عزم کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے کارکنان کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین!

(مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مبلغ ختم نبوت ضلع ملیر)

# معراج جسمانی پر دلائل

تیسری قسط

مولانا عبدالحکیم نعمانی

**ایک ضروری بات:**

بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین یا اس سے زائد مرتبہ ”معراج“ کرائی گئی، جس میں سے ایک مرتبہ بجسد عنصری (جو کہ ہمارا موضوع ہے) اور باقی روحانی کروائی گئیں۔ ذہن میں رہے کہ کسی نے بھی معراج بمع جسم کے ہونے میں اختلاف نہیں کیا۔ اس سے متعلق عظیم مفسر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

”وإذا حصل الوقوف على مجموع هذه الأحاديث صحيحها وحسنها وضعيفها، يحصل مضمون ما اتفقت عليه من مسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى بيت المقدس، وأنه مرة واحدة، وإن اختلفت عبارات الرواة في أدائه، أو زاد بعضهم فيه أو نقص منه، فإن الخطأ جائز على من عدا الأنبياء عليهم السلام، ومن جعل من الناس كل رواية خالفت الأخرى مرة على حدة، فأثبت إسراءات متعددة، فقد أبعد وأغرب، وهرب إلى غير مهرب، ولم يتحصل على مطلب۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد5 صفحہ 42)

”تمام روایات (جن میں صحیح اور ضعیف بھی ہیں) کو جمع کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ واقعہ معراج صرف ایک ہی مرتبہ پیش آیا اور راویوں کی عبارت کے بعض حصص کا ایک دوسرے سے مختلف اور تفصیلات میں کم وبیش ہونا وحدت واقعہ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ جن علماء نے ان روایات کے جزوی اختلاف کی وجہ سے ہر ایک مختلف روایت کو الگ الگ واقعہ بنادیا اور دعویٰ کردیا کہ معراج کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے یہ دعویٰ بالکل بعید از قیاس ہے اور قطعاً غلط راہ روی اختیار کرلی ہے اور وہ حقیقت حال سے بہت دور چلے گئے ہیں۔“

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”لو إنما قيل الرؤيا بالعين إشارة إلى أنها في اليقظة أو إلى أنها ليست بمعنى العلم۔“ (کرمانی/ الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری جلد 17 صفحہ 185 حاشیہ مکتبہ داراحیاء بیروت، ایضاً مکتبۃ الشاملۃ)

”الرؤیا بالعین“ یہ اشارہ کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ یہ (الرؤیا) حالت بیداری میں تھا یا یہ بتانے کے لیے کہ یہاں ”الرؤیا“ علم کے معنی میں نہیں ہے:

”حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} قَالَ: شيء أُرِيَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْيَقَظَةِ رَآهُ بِعَيْنِهِ حِينَ ذهب بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔“ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 450 روایت نمبر 3500، مسند احمد جلد5 صفحہ 464 مکتبہ الشاملہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے: ”وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ“ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی رات بیداری کے عالم میں چشم سر سے دکھائی گئیں۔

”حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْقَرَاطِيسِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ}۔“ [ال إسراء:60]

”قَالَ: هِيَ رُؤْيَا رَآهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَلَيْسَتْ بِرُؤْيَا مَنَامٍ۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 250 روایت نمبر 11641 مکتبہ ابن تیمیہ، ایضاً مکتبہ الشاملہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے: ”وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا

"الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔" سے مراد وہ دیکھنا ہے جو اسراء کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور اس سے خواب کا نظارہ مراد نہیں ہے۔ مرزائی آرٹیکل کے مصنف نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 60 کے لفظ الرءیا سے قیاس کیا ہے کہ معراج روحانی تھی۔

"واذ قلنا لك ان ربك احاط بالناس و ما جعلنا الرءيا التي اريناك الا فتنة للناس و الشجرة الملعونة في القران و نخوفهم فما يزيدهم الا طغيانا كبيرا۔" (بنی اسرائیل :60)

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے الرؤیا کے عام معنی خواب کے ہیں، جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے معراج ہرگز خواب نہ تھی اس لیے اس آیت سے آپ دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ دوسری بات یہ کہ اس آیت کو کئی مفسرین نے صلح حدیبیہ یا جنگ بدر کی خواب پر محمول کیا ہے تو اس آیت کا معراج پر محمول کرنا حتمی نہیں ہے کیونکہ "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ تیسری بات الرؤیا رویت بصری کی معنی میں بھی آتا ہے۔ لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں ہے:

"وَقَدْ جَاء الرُّؤيَا فِی الْیَقْظَة، قال الراعیفکبر للرویا وھش فوادہ.... وبشر نفسا کان نفسا یلوموها قول أبی الطیب: (مضی اللیل و الفضل الذی لک لا یمضی).... و رویاک احلی فی العیون من الغمض۔"

(لسان العرب جلد نمبر 14 صفحہ 297)

ترجمہ: "بلاشبہ "رؤیا" بیداری میں آنکھوں کے مشاہدے کے لئے بھی آتا ہے۔ راعی کا قول ہے: (اس نے تکبیر کہی اور اس کا دل مسرت سے بھر گیا اور اس نے اپنے نفس کو پہلے ملامت کر رکھا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر خوشخبری دی جس کا اس نے عینی مشاہدہ کیا) اور أبو الطیب المتنبي کا قول ہے (رات ختم اور تیرا فضل ختم ہونے والا نہیں اور تیرا دیدار جمال آنکھوں میں نیند سے زیادہ میٹھا ہے۔"

(دیوان متنبی صفحہ 188)

ان دونوں اشعار میں الرؤیا رویت بصری کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اہل لغت پر واضح ہے کہ ان دونوں شاعروں کو لغت عرب میں سند مانا جاتا ہے۔ راعی ایک مشہور جاہلی شاعر ہے اور کلام عرب کی سند کے لئے جاہلی شعراء سے زیادہ کوئی سند معتبر نہیں ہے۔ اور مزید یہ کہ لسان العرب مرزا قادیانی کی پسندیدہ لغت تھی اور وہ اس کی بہت تعریف کیا کرتا تھا۔ (سیرت المھدی جلد 1 حصہ سوم صفحہ 782 روایت نمبر 897 نیا ایڈیشن)

"قَالَه سعيد بن الْمسيب. قَوْله: (رُؤيا عين)، قيد بِهِ للإشعار بِأَن الرُّؤيَا بِمَعْنى الرُّؤْيَة فِي الْيَقَظَة. وَقَالَ الزَّمَخْشَرِيّ: تعلق بِهَذِهِ الْآيَة من قَالَ: كَانَ الْإِسْرَاء فِي الْمَنَام، وَمن قَالَ كَانَ الْإِسْرَاء فِي الْيَقَظَة فسر الرُّؤْيَا بالرُّؤْيَة۔"

(عمدۃ القاری جلد 17 صفحہ 40 مکتبۃ العلمیہ بیروت لبنان، عمدۃ القاری جلد 17 صفحہ 30 مکتبہ الشاملۃ)

"سعید بن مسیب کہتے ہیں قول رُؤیا عین میں الرؤیا بمعنی الرویۃ ہے جو اور (اس سے مراد) جاگتے ہوئے دیکھنا ہے۔ علامہ زمخشری کہتے ہیں (بنی اسرائیل 60) اس آیت کا تعلق اُس معراج سے ہے جو نیند میں ہوئی اور جنہوں نے معراجِ بیداری (جو کہ ہمارا موضوع ہے) پر استدلال کیا ہے انہوں نے الرویا کو بمعنی الرویۃ لیا ہے۔ مرزائی شبہ اگر معراج جسمانی ہوتا تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو جسمانی آنکھ سے دیکھتے لیکن قرآن وحدیث میں ذکر ہے کہ جو کچھ بھی دیکھا گیا دل سے دیکھا گیا۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" (النجم 12:53)

"اور دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا۔" "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" اور وہ خواب جو ہم نے تجھے دکھایا اُسے ہم نے نہیں بنایا مگر لوگوں کے لئے آزمائش۔۔۔"

(بنی اسرائیل 61:17)

"عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ": ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دوبار دیکھا۔" (مسلم کتاب الایمان)

الجواب سورۃ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔ سورۃ النجم کی آیت سے مرزائی استدلال انتہائی باطل اور فرسودہ ہے۔ رب تعالیٰ کے فرمان "ما کذب الفؤاد ما رای" "دل نے جھوٹ نہ کہا جو (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھا۔" کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس چیز کی تکذیب نہیں کی جسے چشم مبارک نے دیکھا۔ مرزائی مترجم اس آیت کا

یوں ترجمہ کرتا ہے۔ (بحوالہ بتاریخ: 30 جنوری 2015ء)

*"The heart of the Prophet lied not in seeing what he saw"*

’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے اس چیز کو جھٹلایا نہیں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔‘‘ یعنی معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چشم اقدس سے جو کچھ دیکھا اس میں حضور علیہ السلام کو کسی قسم کا وہم یا اشتباہ واقع نہیں ہوا اور اس بات کی دلیل یہ آیت بھی ہے: ’’مازاغ البصر و ماطغٰی‘‘ لفظ بصر جسمانی نگاہ کے لیے آتا ہے خواب یا دل کے دیکھنے کو بصر نہیں کہتے۔

قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں:

’’قُلْنَا یُقَابِلُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰی (مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی) فَقَدْ أَضَافَ الْأَمْرَ لِلْبَصَرِ وَقَدْ قَالَ أَهْلُ التَّفْسِيرِ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی) أَيْ لَمْ يُوهِمِ الْقَلْبُ الْعَيْنَ غَيْرَ الْحَقِيقَةِ بَلْ صَدَّقَ رُؤْيَتَهَا وَقِيلَ مَا أَنْكَرَ قَلْبُهٗ مَا رَأَتْهُ عَيْنُهٗ۔‘‘ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد1 صفحہ 195 مطبوعہ دارالفکر، مطبوعہ دوبئی صفحہ 245)

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ: ’’مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی‘‘ اس کے معارض ہے کیونکہ اس آیت میں رویت کا اللہ تعالیٰ نے آنکھ کی جانب منسوب کیا ہے اور مفسرین کرام نے ’’مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی‘‘ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ آنکھ نے جس حقیقت کو دیکھا دل نے اس میں کوئی شک یا وہم محسوس نہ کیا بلکہ اس رؤیت کی تصدیق کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے دل نے اس چیز کا انکار نہ کیا جو آپ کی چشمان مبارک نے دیکھا تھا۔ شیخ محدث حق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس متعلق لکھتے ہیں:

’’آمدہ است کہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی دلالت برمنام ندارد زیر کہ مراد آنست کہ در وہم نینداخت دل چشم را غیر حقیقت را بلکہ تصدیق کرد برویت او را و انکار مکرد دل چیز کہ دید چشم بدلیل مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔‘‘

(مدارج النبوۃ جلد1، صفحہ 191 مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ: اور وہ جو آیا ہے کہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی یہ خواب پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دل نے آنکھ کو غیر حقیقت کا وہم نہیں ڈالا بلکہ اس کی رویت کی تصدیق کی اور جس چیز کو آنکھ نے دیکھا دل نے اس کا انکار نہ کیا اور اس پر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی دلیل ہے۔ آنکھ نے کیا دیکھا تھا؟ اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا تھا یا جبرائیل امین کو ان کی حقیقی شکل میں مرزائی آرٹیکل کے مصنف نے انتہائی بے شرمی، بددیانتی اور دجل سے اس اختلاف کو پورے واقعہ معراج پر محمول کیا ہے۔ (جاری ہے)

## بقیہ:.... ستائیسویں آئینی ترمیم

دینا ایک مستحسن بات ہے، انہیں کسی معرکۂ حق میں جتنے اعزاز دیے جائیں، اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، لیکن ان کو عدالتی کارروائی سے استثناء دینا نہ صرف غلط ہے، بلکہ ان کے مناصب پر ایک قسم کا داغ لگانے کے مرادف ہے۔

مذکورہ بالا ترمیمات میں کم از کم دو ترمیمیں ایسی ہیں جو ملکی آئین کی اسلامی اور عدالتی حیثیت کو مجروح کر رہی ہیں اور ان میں بھی سب سے زیادہ قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ صدر مملکت، فیلڈ مارشل، مارشل آف دی ایئر اور ایڈمرل آف دی فلیٹ کو تاحیات کسی جرم کی عدالتی کارروائی سے بالکل مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے آئین پر ایک دھبہ ہے، جسے جتنی جلدی دور کیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

الحمدللہ! ہمیں اپنی افواج پر فخر ہے کہ انہوں نے معرکۂ حق میں جس طرح اپنی فرض شناسی، بہادری اور اہمیت کا ثبوت دیا، وہ بے مثال ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی وجہ سے پوری قوم میں ان کے ساتھ محبت اور ان کے بارے میں خوش گمانی پیدا ہوئی، وہ اس کے لیے بڑے سے بڑے منصب کے مستحق ہیں، لیکن وہ ایک اسلامی ملک کے سالار ہیں، لہٰذا حکومت اور پارلیمنٹ کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ان کے کردار پر یہ دھبہ لگا کر اس خوش گمانی کو نقصان پہنچائیں، جو اُن کے بارے میں عوام کے اندر پیدا ہوئی ہے۔ واللہ علی مانقول وکیل و کیل۔

# شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

(کراچی.... اسٹاف رپورٹر) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حضرت شیخ الحدیث مولانا قاری مفتاح اللہ 75 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے بڑا علمی خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ مولانا قاری مفتاح اللہ مرحوم نے جامعہ بنوری ٹاؤن میں 51 برس دینی و علمی خدمات انجام دیں۔ مولانا مرحوم نے اپنی تعلیم کا آغاز جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں 1965ء میں کیا اور نو سال بعد سندِ فراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، مولانا فضل محمد سواتیؒ، مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، مولانا بدیع الزمانؒ، مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ اور دیگر اکابر علماء شامل ہیں۔ آپ 1974ء میں تعلیمی مراحل سے فارغ ہوئے اور اپنے استاد علامہ بنوریؒ کے حکم پر اپنی ہی مادرِ علمی میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کی پہلی شاخ گلشنِ عمر (سہراب گوٹھ) میں آپ کی بطور نگران تقرری خود حضرت بنوریؒ نے فرمائی، جہاں آپ نے کئی برس تدریس کے ساتھ ساتھ انتظامی ذمہ داریاں بھی انجام دیں۔ اپنی 51 سالہ تدریسی زندگی میں آپ نے درسِ نظامی کی تقریباً تمام کتب پڑھائیں اور بتدریج منصبِ استاذ الحدیث پر فائز ہوئے۔ دو برس قبل جامعہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث مولانا محمد انور بدخشانیؒ کی رحلت کے بعد آپ اس عظیم و قدیم دینی درسگاہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ دنیا بھر میں آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں، جن میں بڑی تعداد علماء اور مفتیانِ کرام کی ہے۔ دینی، علمی اور دعوتی خدمات کے سلسلے میں آپ نے دنیا کے کئی ممالک کے اسفار بھی کیے۔ اس وقت جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ سب سے قدیم استاد تھے، اور موجودہ اکثر اساتذہ کے استاد اور مربی بھی تھے۔ آپ کو جامعہ بنوری ٹاؤن کے علاوہ پانچ، چھ دیگر بڑے مدارس و جامعات میں بھی حدیث کی تدریس کا اعزاز حاصل تھا۔ دو روز قبل آپ کو دل کے عارضے کے باعث ہسپتال میں داخل کیا گیا، جہاں علاج جاری تھا کہ اچانک حرکتِ قلب بند ہوجانے سے آپ 75 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء، طلبہ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پسماندگان میں دو بیویاں، چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ مولانا قاری مفتاح اللہؒ کے انتقال پر قائدین وفاق المدارس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا انوارالحق حقانی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبیداللہ خالد، مولانا سعید یوسف اور دیگر نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے علمی حلقوں کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ انہوں نے مرحوم کے اہلِ خانہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ کے نائب صدر مولانا سید سلیمان بنوری، نائب مہتمم مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری اور ناظمِ تعلیمات مولانا امداد اللہ یوسف زئی سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کیں، نیز پسماندگان اور تمام تلامذہ و متعلقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا بھی کی۔ اسی طرح گزشتہ شب بٹگرام کے معروف عالمِ دین مولانا قاری محمد یوسفؒ کے انتقال پر بھی تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ علماء کرام کی مسلسل رحلت یقیناً عالمِ اسلام کے لیے باعثِ دکھ اور افسوس ہے۔ اس موقع پر احباب اور اہلِ مدارس سے علماء کرام کی رحلت پر خصوصی دعاؤں کے اہتمام کی درخواست بھی کی گئی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱؍جنوری ۲۰۲۶ء)

# خوشخبری

## گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین ومرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

# اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف سے جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

مدارِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

## AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402

Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018

IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.